مجلہ ماہی ندائے مفتی کی خصوصی پیشکش

قال النبی ﷺ اُذکُروا محاسن موتٰکم

نقوشِ حیات

نمونۂ سلف، یادگارِ خلف، جامع العلوم والحکم، استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا سید محمد سلمان مظاہری نور اللہ مرقدہ

(سابق ناظم اعلیٰ: جامعہ مظاہر علوم سہارنپور و جانشین: عالمی با فیض خانقاہ خلیلیہ، کچا گھر و رکن شوریٰ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

کی حیات و خدمات، محاسن و محامد اور اوصاف و کمالات پر مشتمل ایک مختصر تحریر

زیرِ سرپرستی

عارف باللہ حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اختر صاحب قاسمی مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ ضلع سہارنپور

زیرِ نگرانی

مفتی محمد نعیمی مظاہری

خادم دار الافتاء جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ ضلع سہارنپور

مرتب و جامع

محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی

معتمد جامعہ عربیہ احسن العلوم بڈھا کھیڑہ کاتالہ ضلع سہارنپور یوپی انڈیا

احمد بک ڈپو

نزد دفتر جامعہ مظاہر علوم وقف، سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أُذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوْا عَنْ مَسَاوِيْهِمْ. (رواه الترمذي وأبو داؤد وابن حبان)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے مُردوں کی اچھائیوں کا ذکر کرو اور ان کو بُرا بھلا کہنے سے اپنے کو روکے رکھو۔

نقوشِ حیات

نمونۂ سلف، یادگارِ خلف، جامع العلوم والحکم، استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا سید محمد سلمان مظاہری نور اللہ مرقدہٗ

(سابق ناظم اعلیٰ: جامعہ مظاہر علوم سہارنپور و جانشین: عالمی با فیض خانقاہ خلیلیہ، رکن شوریٰ: دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

کی حیات و خدمات، محاسن و محامد اور اوصاف و کمالات پر مشتمل ایک مختصر تحریر

مرتب وجامع

محمد سلمان الخیر النعیمی قاسمی

معتمد جامعہ عربیہ احسن العلوم بڑھاکھیڑہ کاٹلہ ضلع سہارنپور یوپی انڈیا

احمد بک ڈپو

نزد دفتر جامعہ مظاہر علوم وقف، سہارنپور

بسم الله الرحمن الرحيم

إنا لله وإنا إليه راجعون

كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال والإكرام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر　　　اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر

....

جان کرمن جملہ خاصان میخانہ تجھے　　　مدتوں رویا کریں گے جام و پیانہ تجھے

....

موت سے کس کو رستگاری ہے　　　آج وہ کل ہماری باری ہے

....

جان کرمن جملہ خاصان میخانہ تجھے　　　مدتوں رویا کریں گے جام و پیانہ تجھے

....

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں　　　بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

....

آنے والی کس سے ٹالی جائے گی　　　جان ٹھہری جانے والی جائے گی

روح رگ رگ سے نکالی جائے گی　　　تجھ پہ اک دن خاک ڈالی جائے گی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے　　　کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

....

نئے انداز سے سکھلائے ہیں آدابِ میخانہ　　　کریں گے یاد تجھ کو مدتوں رندان میخانہ

....

آپڑے تھے مثل شبنم سیر گلشن کر چلے　　　دیکھ مالی باغ اپنا ہم تو اپنے گھر چلے

لِدُوا لِلْمَوتِ وَابنُوا لِلْخَرَابِ　　　فَكُلُّكُمْ يَصِيرُ اِلٰى ذَهَابِ

أَلَا يَامَوتُ لَمْ أَرَ مِنكَ بُدًّا　　　أَتيتَ فَلَا تَحِيفُ وَلَا تُحَابِي

(قاله ابوالعتاهية)

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست عناوین

دعائیہ کلمات	۶
عرضِ مرتب	۷
کریں گے یاد تجھ کو مدتوں رندان میخانہ	۱۰
مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمْ	۱۱
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے	۱۲
بہترین انسان کون؟	۱۲
اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر	۱۳
عمر بھر روتے رہیں اہل جہاں تیرے بغیر	۱۳
یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر	۱۵
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں	۱۵
ہر فن میں صاحب ید طولیٰ کہیں جسے	۱۶
آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو	۱۷
دیکھے ہیں پردہ ہائے نام بہت	۱۷
توثیقی کلمات بر کتاب ”شمائل النبی ﷺ“	۱۸
آدمی بلبلہ ہے پانی کا	۲۰
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا	۲۲
مت سہل ہمیں جانوں پھرتا ہے فلک برسوں	۲۳
برائے نام بھی محفل میں روشنی نہ رہی	۲۳
نمونۂ سلف حضرت ناظم صاحبؒ کی حیات وخدمات پر ایک طائرانہ نظر	۲۶
ولادت وابتدائی تعلیم	۲۶
مدرسہ مظاہر علوم میں تعلیم	۲۷
دورۂ حدیث کا سال اور اساتذۂ عظام	۲۷

دورۂ حدیث کے خصوصی رفقاء	۲۷
آپ تمام کتابوں میں سباق الغایات رہے	۲۸
وہبی استعداد و صلاحیت	۲۸
سالِ تکمیل علوم	۲۸
آپؒ کا عقدِ مسنون	۲۹
مظاہر علوم ہی میں درس وتدریس کا آغاز	۲۹
حضرت شیخ رحمہ اللہ کے علمی کاموں میں معاونت	۲۹
حضرات اساتذہ کے اسباق تحریر کرنے کا مزاج	۳۱
آنکھوں دیکھے اوصاف وکمالات	۳۲
ڈھونڈوگے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم	۳۴
میرے والد محترم سے منقول حضرتؒ کی کچھ باتیں	۳۴
حضرت والد صاحب مدظلہ کی تحریر مع عکس	۳۶
حضرت والا ناظم صاحبؒ کی تحریر مع عکس	۳۷
ایک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی	۳۸
ابر رحمت ان کی لحد پر گہر افشانی کرے	۳۹
پیدا کیا فلک نے جنہیں خاک چھان کر	۴۰
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے	۴۲
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے	۴۳
دیکھ مالی باغ اپنا ہم تو اپنے گھر چلے	۴۳
رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق	۴۷
حضرت والاؒ مظاہر علوم کے منصبِ اہتمام وانتظام پر	۵۵
بیعت وخلافت اور خانقاہِ حضرت شیخؒ کی جانشینی	۵۶
وفات حسرت آیات اور نمازِ جنازہ وتدفین	۵۶
منظوم تعزیت نامہ	۶۰
ایک ضروری اعلان	۶۲
قارئین کرام سے ایک ضروری اپیل	۶۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دُعائیہ کلمات

ولیٔ دوراں عارف باللہ حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اختر صاحب قاسمی مدظلہ العالی

عزیز القدر مولوی مفتی قاری محمد سلمان الخیر نعیمی کو منجانب اللہ ایک خاص ملکہ ودیعت ہے کہ وہ بہت جلد اکابر کے حالات قلمبند کر کے مشتاقان تک پہنچا دیتے ہیں، اس وقت زیر نظر تحریر حضرت اقدس مولانا سید محمد سلمان رحمۃ اللہ علیہ سابق ناظم مظاہر علوم سہارنپور کے حالات وخدمات پر مشتمل صرف ۲۴ رگھنٹہ میں مرتب کردہ پر از معلومات موصوف کی کاوش ہے، حضرت اقدس مولانا سید محمد سلمان رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا سانحہ اسلامیان ہند ہی کا سانحہ نہیں ہے؛ بلکہ علماء وطالبانِ علوم نبوت کا عالمی سانحہ ہے، جس کا یہ زخم بظاہر مندمل ہوتا نظر نہیں آتا، اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے اور عزیزم مفتی محمد سلمان الخیر کی یہ تحریر عوام وخواص کے لیے حالات وخدمات سے آگاہی اور رہنمائی کا ذریعہ ہے، **آمین یارب العلمین.**

احقر **محمد اختر** عفا اللہ عنہ قاسمی، خادم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور یو.پی۔ ۳۰ رذیقعدہ ۱۴۴۱ھ

حضرت اقدس مدظلہ کے دستِ خود سے لکھی ہوئی تحریر کا عکس

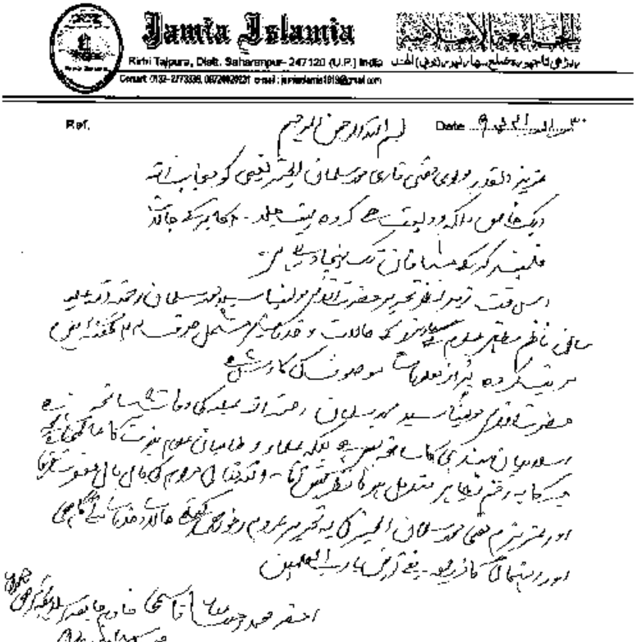

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب

الحمد لله ولی الصّابرين ، وامان المتقين ، واشهد ان لا اله الا الله يمحص الذين اٰمنوا ويمحق الكافرين ، واشهد ان سيدنا محمدا عبده ورسوله ايده ربه بقوة الصبر واليقين ،صلى الله عليه وعلى اله وأصحابه وأتباعه أجمعين ،أمابعد:

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ.(الزمر: ۱۰)

فی الحال جب کہ ہرطرف بتو ہم کورونا وائرس لاک ڈاؤن کا ماحول ہے، معمولاتِ زندگی حددرجہ متاثر ہیں، آج مؤرخہ ۲۸/ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ ،مطابق ۲۰/جولائی ۲۰۲۰ء بروز پیر وقتِ عصر کے قریب ۵/بجے بذریعہ ٹیلیفون بتوسط عزیزم حافظ محمد زکی سلمہ متعلم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور یہ اندوہناک خبر ملی کہ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے دامادِ محترم، جامعہ مظاہر علوم کے ناظم اعلیٰ، صاحبزادہ محترم حضرت مولانا پیر محمد طلحہ کاندھلویؒ کے روحانی وعرفانی جانشین، دعوت وتبلیغ کی محنت کے ذمہ دارِ اعلیٰ حضرت جی مولانا محمد سعد کاندھلوی زید مجدہ کے خسر مکرم ہم سب کے مخدوم ومربی حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب مختصر علالت کے بعد بلڈ پریشر ہائی ہوجانے کی وجہ سے حرکتِ قلب بند ہوجانے کے بہانے دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف کوچ کرگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ، ان لله ما اعطى وله ما اخذ وكل شيء عنده بأجل مسمى.

وائے نادانی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا　　　خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

فی الوقت غم واندوہ کے اس ماحول میں طبیعت اگرچہ حددرجہ حزین وغمگین ہے، پھر بھی بعض مخلص احباب کی فرمائش وخواہش بلکہ بعض کی طرف سے شدید اصرار ہے کہ میں حضرت والا رحمہ اللہ کی مختصر سوانح

سپردِ قلم کروں، تا کہ عقیدت کیش حضرات، حضرت ناظم صاحبؒ کی مختصر سوانحی خاکہ سے متعارف ہوسکیں۔

قارئین کرام! یادرہے کہ ہم دَست تحریر حضرت ناظم صاحب نوراللہ مرقدہ کی تفصیلی سوانح ہرگز نہیں؛ بلکہ یہ تو آپ کی حیاتِ مستعار کے تعارف کی ادنیٰ سی جھلک ہے، جو دراصل احقر کے دلی جذبات اور قلبی احساسات کا ایک مظہر ہے، حضرت قدس سرہ کے اصل مقام ومرتبہ سے تو اللہ تعالیٰ ہی بخوبی واقف ہیں۔ گذشتہ کل ہی حضرت والاؒ کا وصال ہوا ہے اور تب ہی سے حضرت رحمہ اللہ کی ذاتِ بافیض سے کسی بھی درجہ میں تعلق رکھنے اور مستفید ہونے والے اصحابِ علم وفضل اور نیازمندوں کا شدید اصرار ہے کہ حضرت والا جیسی جامع الجہات شخصیت کے تفصیلی آثار وافکار سے ملت کو روشناس کرانے کی خاطر سہ ماہی مجلّہ "ندائے مفتی" کے پلیٹ فارم سے خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا جائے ، جو وقت کی ناگزیر ضرورت بھی ہے اور ملی تقاضہ بھی، خصوصاً اس لیے بھی کہ بزرگوں کے نقوشِ قدم پس آئندگان کے لیے چراغِ راہ ثابت ہوتے ہیں، جن سے سفرِ حیات میں روشنی ملتی ہے اور گم کردہ راہ بھی منزلِ مقصود پالیتا ہے، جو اس بات کی علامت ہے کہ حضرت ناظم صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے محبوبیت کے مقام سے نوازا تھا۔ (ان شاءاللہ خصوصی اشاعت کا بھی ارادہ کرلیا گیا ہے، جلد ہی تیار ہوکر منظر عام پر ہوگی۔)

لیکن حالات کی ناموزونی ہم سب کے سامنے ہے، **الامان والحفیظ!** دین ودنیا کا ہر شعبہ متاثر ہے، اور پھر یہ بھی کہ یہ کام وقت طلب بھی ہے اور فرصت طلب بھی، جو اہلِ علم واہلِ قلم ہی کی شایانِ شان ہے، مجھ سا دیہاتی اور خام علم شخص، جو محض حسن ظن کی بنا پر حقیقی قلمکاروں کی صف کا شخص سمجھا جانے لگا ہے، اتنی عظیم المرتبت شخصیت کے تعلق سے اتنا عظیم کارنامہ کیسے انجام دے سکتا ہے، ہاں مگر حضرت والا رحمہ اللہ کی اس حقیر وفقیر پر جو شفقتیں وعنایات رہی ہیں ان کا تقاضا ہے کہ اپنی عقیدت اور حضرت سے تعلق کی خاطر اپنے قلبی تأثرات کو ضرور سپردِ قلم کروں۔

اگرچہ حضرتؒ کی شخصیت ایک ایسے شجر سایہ دار کے مانند تھی جس کی ٹھنڈی چھاؤں حرمان و یاس کے انتہائی افسردہ ماحول میں بھی فرحت بخش ہوتی ہے۔ آپؒ کی ذاتِ گرامی بلاشبہ ہندوستان میں علم و عمل کے طالبان کے لیے ایک ایسی ہی سایہ دار اور فرحت بخش تھی۔

تم کو نظریں ڈھونڈتی ہیں اور دل بیتاب ہے　　　اشک جاری ہیں مسلسل اور سکوں نایاب ہے

بہرحال نمونۂ اکابر حضرت ناظم صاحبؒ کا سانحۂ ارتحال ملت اسلامیہ کے دینی و علمی حلقوں کا ایک ایسا عظیم نقصان ہے جس کی تلافی بظاہر حالات ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس وقت حضرت مرحوم و مغفور ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں، وہ اپنے اعمالِ خیر کا صلہ پانے اپنے رب کے حضور پہنچ چکے ہیں اس لیے اب ہم ان کی رحلت پر ان کے لیے ایصالِ ثواب، دعائے مغفرت اور ان کے تذکارِ خیر کے سوا اور کر بھی کیا سکتے ہیں، مگر اس طرح کی عظیم شخصیات کے بارے میں کچھ لکھنا اور ان کی زندگی کے حالات اور ان کی دینی و علمی خدمات کو سامنے لانا حدیث پاک "اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ وَکُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْهِمْ" کے تحت آتا ہے، اللہ تعالیٰ آپؒ کے محاسن و محامد اور اوصاف و خصائل کو ہمارے لیے راہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین.

اللہ کرے جذبوں کی یہ سوغات دینی و علمی حلقوں میں سندِ قبول سے سرفراز ہو اور اس کا افادہ عام و تام ہو۔ آمین. وما ذلک علی اللہ بعزیز.

گو نالہ نارسا ہو نہ ہو آہ میں اثر　　　میں نے تو درگزر نہ کی جو مجھ سے ہو سکا

ناقلُ الحروف: محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

خادم: جامعہ عربیہ احسن العلوم بڈھاکھیڑہ کاتلہ، ضلع سہارنپور، یو۔ پی، انڈیا

۳۰ ر ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ، مطابق ۲۲ ر جولائی ۲۰۲۰ء بروز چہار شنبہ، بعد الفجر

ﷺ

کریں گے یاد تجھ کو مدتوں رندان میخانہ

امسال ہم علوم وفنون کی کتنی عظیم دولتوں یعنی شخصیتوں کو کھو چکے ہیں، اللہ ہی بخوبی جانتا ہے، اللہ اللہ! ایسا لگتا ہے کہ یہ اُمت یتیم ہورہی ہے، ابھی سات ماہ ہی ہوئے ہیں ،اوراس سال نے ہم سے کیسے کیسے عظیم المرتبت حضرات اہل علم وفضل، بحرالعلوم والفنون چھین لیے، اور یہ ایک ایسا خلا ہے جسے کوئی پُر نہیں کرسکتا، اس سال مسلمانوں نے ہر نوعیت کا جو نقصان اُٹھایا وہ اب سے پہلے کبھی نہیں اُٹھایا تھا، ایک طرف مجاہدین کی مسلسل شہادتیں اور دوسری طرف کبارِ علماء ومشائخ عظام کا یکے بعد دیگرے اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی جانب رخصت ہوجانا۔ **اللهم اجرنا فی مصیبتنا واخلف لناخیرا منها.**

کسی نے خوب کہا ہے:

ستارے زمیں کے بجھے جارہے ہیں
ہمارے اکابر اُٹھے جارہے ہیں
ٹوٹا ہے تسبیح کا دھاگہ کچھ ایسے
کہ سارے ہی موتی گرے جارہے ہیں
مدارس مساجد ہمارے ہوئے بند ایسے
کہ ذی علم روٹھے ہوئے جارے ہیں
یہ نبیوں کے وارث محسن علماء ہمارے

اُمت کو بانجھ کیے جارہے ہیں
وہ جن سے تھی روشن فضائیں دہر کی
دیئے رفتہ رفتہ بجھے جارہے ہیں
افق پار کیا علمی محفل ہے کوئی؟
سبھی اہل دانش چلے جارہے ہیں

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کا پیغام قرآنی ہر جاندار کے لیے ہے۔

موت سے کس کو رستگاری ہے آج وہ کل ہماری باری ہے

یہاں پہ جو بھی آیا ہے جانے ہی کے لیے آیا ہے جن کے لیے دنیا کی محفل سجائی گئی، جو موجب تخلیق کائنات ہیں وہ پردہ فرما گئے۔ جب انبیاء علیہم السلام جیسے مقربین بارگاہ ایزدی کو دنیا میں دوام نصیب نہ ہوا تو پھر دوسروں کی تو حیثیت ہی کیا ہے۔

مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمْ:

لیکن جانے والے کئی طرح کے ہوتے ہیں، کوئی جاتا ہے تو کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی، بس گھر والے اور قریبی متعلقین اسے آخری آرام گاہ تک چھوڑ آتے ہیں، مگر کوئی اس شان کے ساتھ دنیا سے جاتا ہے کہ ایک عالم اس کی جدائی پر بے قرار ہوجاتا ہے، لاکھوں آنکھیں اشکبار ہوجاتی ہیں اپنے اور بیگانے دل پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں ایسی ہی شخصیت عالم ربانی حضرت مولانا سید محمد سلمان مظاہری قدس سرہ (سابق ناظم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور) کی تھی۔

کسی شاعر نے کہا تھا

فروغ شمع تو باقی رہے گی صبح محشر تک مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے:

قسام ازل نے دست اجل کو جو کام سونپا تھا اس پر صد فیصد عمل کے نمونے ہم آئے دن دیکھتے رہتے ہیں، ہنستی، کھیلتی، مسکراتی بستیاں سکڑتی، سمٹتی اور اُجڑتی نظر آتی ہیں، کل تک جن گھروں اور گھرانوں میں چراغاں تھا، انسانیت کا بول بالا تھا، آج وہاں حیوانیت کا منظر نظر آتا ہے، کل تک جن گلوں سے خوشبو کا احساس ہوتا تھا آج وہاں نہ ہی گل ہیں نہ خوشبو، بس خار ہی خار نظر آتے ہیں اور اَب خاروں سے اُلجھ کر خوار ہونا ہمارا مقدر بن چکا ہے، جو تہذیب وتمدن مشرقی کہلاتا تھا وہ تہذیب اور تمدن خود پر آنسو بہا رہا ہے، کل تک جن ہستیوں کو اپنا متاعِ گرانمایہ تصور کرتے تھے آہ! کہ آج وہی ہستیاں کئی من مٹی کے نیچے محوِ خواب ہیں۔

جانا تو سبھی کو ہے، یہاں آنا ہی جانے کی تمہید ہے؛ لیکن کیا بتاؤں کہ ہر ایک کا جانا جانا نہیں ہوتا، ایسی شخصیات صدیوں میں وجود میں آتی ہیں جن کا جانا ہی حقیقی جانا ہوتا ہے۔

مت سہل ہمیں جانوں پھرتا ہے فلک برسوں — تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

بہترین انسان کون؟

انسان وہی ہے جس کی ذات سے دوسرے فیضیاب ہوں، **خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ** کا مزاج ہو، **خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ** کا مصداق ہو، حیا اور شرافت کا پتلا، تقویٰ اور تہذیب کا خوگر، قناعت اور زہد کا راہی، عبادت اور ریاضت کا سپاہی، دن کا عابد اور رات کا مجاہد، مسند درس کا محدث، مسند سلوک کا مربی، گھر میں شفیق اور باہری دنیا میں غمخوار ہو۔ وہی حقیقی انسان کہلاتا ہے، مجھے کہنے دیجیے:

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے — مزہ تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر:

مگر آہ! نیک اور نیکوں سے یہ دنیا بڑی تیزی کے ساتھ خالی ہو رہی ہے، ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ انسان جانے سے پہلے اپنا صحیح اور سچا جانشین تیار کر جائے جو اس کے لگائے ہوئے پودوں کی دیکھ ریکھ کر سکے، ان کی آبیاری اور آب پاشی کر سکے، ان کے نوک و پلک کو سدھار اور سنوار سکے۔

چمن کے تخت پر جس دم شہ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اک شور تھا غل تھا
جب آئے دن خزاں کے کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں
بتاتا باغباں رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

عمر بھر روتے رہیں اہل جہاں تیرے بغیر:

آج ہمیں ایسے ہی حالات کا شکار ہونا پڑ رہا ہے، بہاروں پر خزاؤں کی حکمرانی قائم ہو چکی ہے، انسانیت نے شرافت کا لبادہ اُوڑھ کر چادر تان لی ہے، دین اور ہدایت کے ٹمٹماتے چراغوں کی روشنی مدھم پڑتی جاتی ہے، شیطان اور اس کے کارندے عصیان وطغیان کی آندھیوں کو ہوا دے رہے ہیں، ہمارے گناہوں کی نحوست نے ہمیں قعر مذلت میں پھینک دیا ہے، فسق وفجور اور عشق وفتور کے چکر میں پوری دنیا نے اللہ احکم الحاکمین سے بغاوت کردی ہے، جب حالات ایسے ہوں تو سلیم الطبع لوگوں کا دَم گھٹنا یقینی ہے، فطرت سلیم اور طبع مستقیم لوگوں کا جینا دوبھر ہو جاتا ہے، ایسے وقت میں ایسی صحبتوں سے بچنا اور ایسی دنیا سے کوچ کر جانے ہی میں عافیت محسوس ہوتی ہے۔ ہمارے مربی وکرم فرما جامع العلوم والحکم حضرت مولانا سید محمد سلمان

مظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ان ہی اصحابِ علم وفضل میں سے تھے جن پر دنیا کو ناز تھا، جن کی صحبتیں ،جن کی مجلسیں ،جن کی صفات اور خوبیاں اس لائق تھیں کہ ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنایا جاتا مگر افسوس! یہاں شخصیات کے چلے جانے کے بعد کف افسوس ملنے کا ایک عام مزاج بن چکا ہے، جب تک شخصیات موجود ہوتی ہیں تب تک ہم ان سے کچھ حاصل کرنے میں لیت ولعل ،حیل وحجت اور تاخیر وتعویق سے کام لیتے ہیں اور بعد میں کف افسوس ملتے ہیں۔

یوں بسر کر اور گذر جا غمکدے سے شاد شاد　　عمر بھر روتے رہیں اہل جہاں تیرے بغیر

۲۸/ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ ،مطابق ۲۰/جولائی ۲۰۲۰ء بروز پیر ہمارے لیے نہایت ہی حرماں نصیبی کا دن ہے، کیونکہ اس دن میں جامعہ مظاہر علوم/سہارنپور کے عظیم المرتبت ناظم اعلیٰ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سید محمد سلمان مظاہری نور اللہ مرقدہ وبرد مضجعہ بھی اچانک بلڈ پریشر ہائی ہو جانے کے سبب حرکتِ قلب بند ہو جانے کے بہانے عاصی وطاغی اور سرکش ونافرمان دنیا سے رخ موڑ کر مولائے حقیقی کے پاس یہ کہتے ہوئے تشریف لے گئے۔

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں　ملنے کے نہیں　نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت وغم اے ہم نفسو وہ خواب ہیں ہم

نظام عالم میں اقوام عالم نے اپنے اپنے مذاہب وادیان کی بہت سی تاریخوں کو زندہ وجاوید بنانے کے لیے تعطیلات کا اعلان کیا ہوا ہے ،مگر اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا؛ کیونکہ اسلام ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم کسی شخصیت کی جدائی اور کسی ہستی کی مرگ ناگہانی پر کف افسوس ملنے کے بجائے ان کی تعلیمات کو زندہ، ان کے افکار عالیہ کو تابندہ، ان کے اقوال وفرمودات کو جاوید، ان کے احساسات کو دوام اور ان کے تحریکی امور کو مکمل کر کے صحیح معنوں میں خراج

عقیدت پیش کریں، صرف رونا اور آنسو بہانا ہماری فطرت نہیں ہے، اشک افشانی کا سبق ہمارے بڑوں نے ہمیں دیا ہی نہیں ہے، آہ وبکا اور گریہ وزاری تو مردہ قوموں اور فرسودہ لوگوں کا کام ہے، ہم ایسے وقت میں وہی کریں گے جس کی تعلیم ہمارے بڑوں نے دی ہے۔

یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر:

حضرت ناظم صاحب علیہ الرحمہ کا اس طرح اچانک چلے جانا ایک ہستی کا جانا نہیں ہے ایک عہد کا خاتمہ اور کئی صدیوں کا نقصان ہے، وہ صرف عالم جلیل ہی نہ تھے اسلام کے بطل جلیل بھی تھے، وہ صرف ایک مشفق استاذ، کریم مربی اور صالح انسان ہی نہیں تھے بلکہ علوم وفنون بالخصوص حدیث نبوی کے علوم ومعارف کے گنجینہ وخزینہ تھے، حدیث کے حقائق ودقائق ان کے سینہ وسفینہ میں مثل نگینہ جڑے ہوئے تھے۔ ان کے افکار واحساسات کی رنگینیوں سے ایک عالم فیضیاب اور راہ یاب تھا، ان کے طریق اور طریقت سے خدا جانے کتنے گم راہ لوگوں کو راہ راست نصیب ہوئی، کتنے اندھیرے دور اور کتنی تاریکیاں کافور ہوئیں، ان کی علمی نکہتوں، ان کی فکری نزہتوں، ان کی علمی بصیرتوں، ان کی خداداد صلاحیتوں، ان کی عدیم النظیر صالحیتوں، ان کی مرصع صلاحیتوں اور ان کے اُولوالعزم کارناموں کو چند صفحات میں سمیٹنا اور سمونا مشکل ہے۔

دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں:

وہ ایک بحر ناپیدا کنار سمندر تھے، جس میں غواصی کرنے والوں کو لعل وجواہر بھی ملتے تھے، قیمتی دھاتیں اور کارآمد اشیاء بھی ملتی تھیں، متلاشیان حق کو حق کی وادیاں بھی ملتی تھیں، شیدائیان علم کو علم کی تابناک منزلوں کا سراغ بھی ملتا تھا، کھوئے ہوئے، لٹے ہوئے، مٹے ہوئے، پٹے ہوئے افراد وہاں پہنچ کر گرانمایہ سرمایہ پاجاتے تھے۔ سکون قلب کی خاطر ان کی خدمت میں پہنچنے والے

لوگوں کو طمانینت قلب حاصل ہوجاتا تھا، ڈاکٹروں کے در، عاملوں کے گھر، وکیلوں کے دفتر، تھانوں کے چکران تمام چیزوں میں الجھے ہوئے لوگ بھی آپ کی خدمت میں پہنچ کر اپنے مسائل بتا کر طالبِ دعا ہوتے تھے اور پھر جب حضرت ناظم صاحبؒ کے دست مبارک اللہ احکم الحاکمین کے آگے اٹھتے تھے تو پھر قول رسول اللہ کی پوری ترجمانی ہوتی تھی **لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لأَبَرَّهٗ**.

نئے انداز سے سکھلائے ہیں آدابِ میخانہ   کریں گے یاد تجھ کو مدتوں رندانِ میخانہ

اب یہ تو تقدیر کی بات ہے کہ جس کا جتنا ظرف ہوتا ہے اسی مقدار میں چیز ملتی ہے، بہتوں نے حضرت ناظم صاحبؒ سے بہت کچھ حاصل کیا اور کامیاب و بامراد ہوگئے اور بہتوں نے دریا میں کھڑے ہو کر پانی کو تلاش کیا اور ناکام و نامراد ہو گئے۔ کرم کے جھونکے چلتے ہیں، رحمت کی بارش ہوتی ہے، سخاوت کی بہاریں آتی ہیں، اور قول نبی: **اِنَّ لِرَبِّكُمْ فِيْ اَيَّامِ دَهْرِكُمْ نَفَحَاتٌ**۔ اے لوگو! تمہارے ایام زمانہ میں حق تعالیٰ کی طرف سے کرم کے جھونکے، نسیم ہدایت کی بادِ صرصر، بادِ صبا کی ٹھنڈک اور عنایات کی بارشیں چلتی ہیں۔

ہر فن میں صاحب یدِ طولیٰ کہیں جسے:

وہ طویل زمانہ تک مظاہر علوم جیسے شہرۂ آفاق ادارہ کی باوقار و بے داغ نظامت کے ساتھ ساتھ مختلف علوم و فنون کی کامیاب تدریس اور ایک طویل زمانہ سے **أصح الكتب بعد كتاب الله** یعنی بخاری شریف کے بعد باتفاقِ اُمت صحیح ترین کتابِ حدیث "**صحیح مسلم**" وغیرہ کتب حدیث کی تعلیم و تبلیغ اور تدریس و تشریح کا فریضہ انجام دیتے رہے، اور اس طرح قول نبی: **نضر الله امرأ سمع مقالتي فوعاها وحفظها وبلغها** پر پورے طور پر عامل رہے، الحمدللہ وہ درسِ حدیث دیتے دیتے حدیث کے رنگ میں رنگ گئے تھے، انہیں

سیرتِ نبی پورے طور پر مستحضر ہوگئی تھی، نبی ﷺ کا جمال، نبی ﷺ کا جلال، نبی ﷺ کا کمال، نبی ﷺ کے اقوال، نبی ﷺ کی حسب بیان محدثین منشاء اور مراد سب کچھ ان کے لیے سامنے کی چیز بن چکا تھا، جیسا کہ ان سے قرب و تعلق رکھنے والے اور اُن کے پر مغز مواعظ و خطابات اور درس سننے والے حضرات اُن کی اس ادا و امتیاز سے بخوبی واقف ہیں۔

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو:

وہ بات بات میں حدیث کی باتیں بتاتے تھے، نبی کے طریقے بتاتے تھے، سیرت کا خلاصہ کرتے تھے، صحابہ کے والہانہ تذکرے کرتے تھے، اصحابِ رسول کی باتیں اور ان کے اثر سے قیمتی باتیں نکالتے تھے، تابعین وائمہ دین، فقہاء و محدثین اور ان کے بعد والوں کے ذکر خیر میں ادب اور احترام کی پوری رعایت رکھتے تھے، غیبت سے بچنا اور لغویات سے احتراز ان کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی، نہ تو خود غیبت کرتے تھے نہ ہی سننا پسند کرتے تھے، پھر بھی اگر کوئی اس چکر میں پڑتا تو عجیب انداز میں بے اعتنائی ظاہر فرماتے تھے، قناعت پسند تھے، اور اپنی اولاد اور متعلقین و محبین کو قناعت ہی کی تعلیم دیتے تھے، کئی دہائیاں جامعہ مظاہر علوم میں تعلیم و تنظیم کے فرائض انجام دینے کے باوجود نظام مدرسہ، قوانین مدرسہ، ضوابط مدرسہ، مفاد مدرسہ، اور مزاج مدرسہ کی رعایت فرماتے تھے، بڑوں کا احترام تو دنیا کرتی ہے لیکن آپ چھوٹوں کا بھی احترام کرتے تھے، ان کی حوصلہ افزائی و خردنوازی دیدنی تھی، ان کی عزلت نشینی، ان کی مصلحت پسندی، ان کی خلوت، ان کی جلوت ہر جگہ ایک خاص رنگ تھا جو ہمیشہ صاحبان عقل و خرد کو نظر آتا تھا۔

دیکھے ہیں پردہ ہائے نام بہت:

حرماں نصیبی کہ یہ عاجز و فقیر حضرت ناظم صاحبؒ سے باقاعدہ درسی شرفِ تلمذ

تو حاصل نہ کرسکا، لیکن الحمدللہ پھر بھی بار بار مدرسہ یا خانقاہ میں کبھی نیاز مندانہ زیارت وملاقات ، کبھی اللہ اللہ کی ضربیں لگانے، تو کبھی اپنی اوراق سیاہی کی تصحیح یا دعائیہ کلمات کے لیے حاضری دیتا ہی رہا، یہ فقیر جب بھی کوئی کتاب ترتیب دیتا تو اپنے دیگر اکابر ومشائخ کی خدمت میں حاضری کے ساتھ ساتھ حضرت والاؒ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا، ہمیشہ بہ توجہ دیکھتے اور دیکھ کر بڑی خوشی کا اظہار فرماتے ، دعاؤں کے تحفے اور گلدستے پیش کرتے ، کتاب کو سر پر رکھتے ، چومتے اور سینے سے لگاتے ، اور فرماتے کہ اصل کام تو یہی ہے کہ لوگوں کو نفع پہنچایا جائے ۔احقر جب "**شمائل النبی** ﷺ" کتاب کی ترتیب سے فارغ ہوا تو دعائیہ کلمات کی درخواست لے کر حاضر خدمت ہوا، مسودہ کو دیکھتے ہی چوما، آنکھوں سے لگایا اور بڑے البیلے و پیارے انداز میں فرمایا: حضرت ﷺ کے شمائل کی کتاب، اللہ اکبر! اور یہ فرماتے ہوئے آبدیدہ ہوگئے، پھر فرمایا کہ ہم جیسے نابکاراؤں کی کیا ہمت کہ حضرت ﷺ کے شمائل وخصائل پر مشتمل کتاب پر کچھ تحریر کریں وہ تو خود مصدق من اللہ ہیں، پھر اس عاجز کی دلجوئی وحوصلہ بخشی کے لیے ایک وقیع تحریر ثبت فرمائی، جو افادۂ عام کی غرض سے ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے:

توثیقی کلمات

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم ، امابعد: حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اُمت پر احسانِ عظیم ہے کہ انہوں نے آقائے کریم ﷺ کے علوم ومعارف اور کمالاتِ معنوی کے ساتھ ساتھ آپ کے کمالاتِ ظاہری ، آپ کے حسن وجمال ، آپ کا ناک نقشہ اور حلیۂ مبارک بھی اپنی وسعت وہمت کے مطابق بیان کیا ہے، ورنہ نورِ مجسم کی تصویر کشی قابو سے باہر ہے، حضرت ہند بن ابی ہالہ التیمی رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے اور رسول اللہ ﷺ کے ربیب تھے ، آپؓ کو حضرت ﷺ کا حلیۂ مبارکہ اور آپ کی وضع قطع کا نقشہ کھینچنے کا عجیب وغریب ملکہ حاصل تھا، آپ

کو وصّافِ رسول ﷺ کہا جاتا تھا، دیگر حضراتِ صحابہ کرام کو بھی آپ سے جو تعلق ومحبت اور والہانہ عشق تھا، وہ اس کے بیان کرنے، سننے اور بار بار اس کے تذکروں میں روحانی مسرت اور ایمانی لذت محسوس کرتے تھے ،ان مضامین کی سینکڑوں روایات اور احادیث محدثین کرام نے جمع فرمائی ہیں اور ہر زمانہ میں علماء محدثین نے ان کی تفصیلات اور تشریحات کے لیے اپنی اپنی بزم سجائی ہے،ایک مسلمان کے لیے آپ کی ذاتِ پاک سے والہانہ تعلق اور جذباتی عقیدت ومحبت اس کا بڑا سرمایۂ لازوال اور اس کا اصلی رأس المال ہے،اللہ تعالیٰ اُمت کے ایک ایک فرد کو ایسا ہی ایمانی تعلق نصیب فرمائے۔

تصنیفی وتالیفی لحاظ سے یہ موضوع جس قدر اعلیٰ واشرف ومبارک ہے،اسی طرح ادب کے لحاظ سے بڑا نازک بھی ہے،اس بزم میں شرکت کرنے والے علماء مصنفین نے ہمیشہ اس کا پاس ولحاظ رکھا ہے،ہمارے نوجوان عالم مستند فاضل عزیزم مولوی قاری محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی سہارنپوری سلمہٗ،استاذ دارالعلوم شاہ بہلول ،سہارنپور نے بھی اس بزم میں شرکت کی سعادت حاصل کی ہے،اور حضور پاک ﷺ کے حلیۂ مبارکہ سے متعلق احادیث کا عمدہ وسلیس اردو ترجمہ،معتبر تشریح وبیان بڑی محنت اور خوب ذوق وشوق سے کیا ہے،حق تعالیٰ اس کی برکات سے موصوف سلمہ کو اور تمام استفادہ کرنے والوں کو مالا مال فرمائے اور اپنی بارگاہ میں اس کو قبول فرمائے ۔آمین.فقط والسلام . **محمد سلمان** ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور،۱۰رشعبان ۱۴۳۸ھ

واقعی کہنے والے نے بجا کہا ہے:

وَ مَا مِنْ كَاتِبٍ اِلَّا سَيَبْلٰى　　وَ يَبْقَى الدَّهْرَ مَا كَتَبَتْ يَدَاهُ

فَلَا تَكْتُبْ بِكَفِّكَ غَيْرَ شَيْءٍ　　يَسُرُّكَ فِي الْقِيٰمَةِ اَنْ تَرَاهُ

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے:

يَلُوْحُ الْخَطُّ فِي الْقِرْطَاسِ دَهْرًا　　وَ كَاتِبُهٗ رَمِيْمٌ فِي التُّرَابِ

بہر حال اوقات کی تنگ دامانی کے باوجود اس خردنوازی کی چند اور جھلکیاں آئندہ اوراق

میں حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی مختصر سوانح حیات کے عنوان میں پیش کی جائیں گی، ان شاء اللہ .

آدمی بلبلہ ہے پانی کا:

اگرچہ حضرت والا کی جملہ تعلیمات ونصائح اور بیانات وخطابات مستقل طور پر شائع کی جانی والی چیز ہے۔اوران شاءاللہ آئندہ شائع ہونے والی خصوصی پیشکش میں مستقل عنوان کے تحت ذکر بھی کی جائیں گی، یہاں پر احقر حضرت کا بیان کردہ ایک واقعہ جو میں نے اپنی کتاب **تحفة الدعاء** میں بھی حضرت والاؒ ہی کے حوالے سے نقل کیا ہے، کتابِ مذکور سے ہو بہو یہاں بھی نقل کیا جاتا ہے۔

''چند سالوں سے احقر کا معمول ہے کہ رمضان المبارک کی انتیسویں (۲۹) شب کو حضرت اقدس استاذ الاساتذہ، محدث کبیر، واعظِ بے مثال مولانا سید محمد سلمان صاحب مظاہری زید مجدہم (ناظم اعلیٰ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور) کا پرمغز خطاب سننے اور حضرت کی مستجاب دعاؤں میں شرکت کرنے کے لیے دارِجدید جانا ہوتا ہے، گذشتہ رمضان (یعنی ۱۴۳۸ھ) میں حضرت نے دعاء کی حقیقت واہمیت پر انتہائی جامع وپرمغز خطاب فرمایا، اسی دوران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب اور عبرت آموز واقعہ بھی ارشاد فرمایا جو حافظ علی متقیؒ کی کنز العمال: جلد ۱۲ ر میں تفصیل سے ہے، احقر چند دیگر اور کتابوں کے حوالے سے اسے اختصاراً نقل کرتا ہے۔

امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین سیدنا حضرت عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم کے زمانہ خلافت (یعنی ۱۸ھ) میں پورے جزیرۃ العرب میں سخت قسم کا قحط پڑا، جس کی وجہ سے لوگ مرنے لگے، حتی کہ جانوروں کے جسم میں خون اور دودھ خشک ہوگیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ مصر میں اناج وغلہ کی پیداوار خوب ہو رہی ہے، آپ نے وہاں کے گورنر اور امیر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خط کے ذریعہ سے پیغام لکھا کہ یہاں حجاز میں غلہ کی کمی ہے

اور مصر میں اس کی فروانی ہے، اس لیے تم یہاں (حجاز) والوں کے لیے غلہ کا انتظام کر کے روانہ کرو، حضرت عمرو بن العاص نے جواب میں لکھا کہ "امیر المؤمنین! آپ مطمئن رہیں، میں اونٹوں پر لدوا کر اتنا غلہ بھیجوں گا کہ اگر پہلا اونٹ مدینہ میں ہوگا تو آخری اونٹ مصر میں ہوگا"۔

یعنی اتنی بڑی تعداد میں غلہ روانہ کر رہا ہوں، الغرض غلہ آیا اور حضرت عمر فاروقؓ نے اس کو تقسیم کر دینے کا حکم فرمایا اور لوگ آ کر غلہ لے جا رہے تھے، ایک صحابی ہیں حضرت بلال بن الحارثؓ، جو جنگل میں رہتے تھے، انہوں نے جب غلہ کے بارے میں سنا تو چاہا کہ وہ بھی غلہ لے جائیں، ان کے پاس ایک بکری تھی، اس کو ذبح کیا کہ کچھ کھا پی کر چلیں، مگر قحط کی وجہ سے اس بکری میں سے خون کا ایک قطرہ تک نہ نکلا، یہ دیکھ کر وہ صحابی رسول رَو پڑے اور اسی حالت میں ان کو نیند کا غلبہ ہوا اور سو گئے، خواب میں دیکھا کہ اللہ کے نبی جناب رسول اللہ ﷺ آئے ہیں اور فرماتے ہیں: "ابشر بالحیاۃ، ائت عمر، فاقرئہ منی السّلام وقل لہ انی عھدتك وانت فی العھد شدید العقد، فالکیس الکیس یاعمر".

ترجمہ: حیات کی خوشخبری سنو، اور عمر کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور ان سے کہو کہ میں نے تم سے ایک عہد لیا تھا اور تم وعدہ کے پورا کرنے میں سخت اور پکے ہو، پس عقل سے کام لو، عقل سے کام لو اے عمر!۔

حضرت بلال بن الحارثؓ یک دَم نیند سے بیدار ہوئے اور حضرت عمرؓ کے دروازے پر حاضر ہوئے اور ان کے خادم سے فرمایا کہ حضرت عمرؓ سے کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ کا قاصد آیا ہے اور ملاقات کی اجازت چاہتا ہے، حضرت عمرؓ یہ سن کر خود باہر تشریف لائے، انہوں نے ساری بات آپؓ کو بتائی، اللہ اکبر! حضرت عمرؓ گھبرا گئے، اور باہر نکل کر لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر

کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا میرے طرزِ عمل میں آپ حضرات کوئی بات بُری اور مکروہ دیکھتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں، حضرت عمرؓ نے صورتِ حال بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ کے ذریعے ایسا ایسا ارشاد فرمایا ہے ،تو بعض حضراتِ صحابہؓ نے کہا کہ آپؓ کی غلطی یہ ہے کہ آپ نے قحط سالی کے اس موقعہ پر اللہ سے مانگنے کے بجائے ،اپنے گورنر (حضرت عمرو بن العاصؓ) سے غلہ طلب کیا اور اللہ سے استسقاء (پانی طلب کرنے کی دعاء کا اہتمام) نہیں کیا، یہ بات آپ ﷺ کو پسند نہیں آئی ،اور اس پر تنبیہ کی گئی ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہاں، یہی بات ہے (آپ حضرات نے صحیح توجہ دلائی) پھر آپ نے نمازِ استسقاء پڑھی اور نبی اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائی، اتنے میں لوگوں نے دیکھا کہ بادل اُمنڈ آئے اور پھر بارش ہونے لگی"۔

(الکامل لابن الاثیر:۲/۳۸۳،تاریخ الطبری:۴/۲۶۳،البدایہ والنہایہ:۷/۴۷،دُعاء مؤمن کا عظیم ہتھیار:۲۵)

زیست کا اعتبار کیا میرؔ　　　　آدمی بلبلہ ہے پانی کا

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا:

بہر کیف حضرت کا سانحۂ ارتحال پوری قوم وملت کا عظیم خسارہ ہے، کیونکہ حضرت رحمہ اللہ قحط الرجال کے اس دور میں ایک ایسی شمع تھے جس کی روشنی سے نورانیت کا ماحول بنا ہوا تھا افسوس کہ اب وہ روشنی بھی نہ رہی، حضرت والا ہمارے درمیان سے چلے گئے لیکن ہمیں اس وہم میں مبتلا کر گئے ؎

وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی نظر میں اب تک سما رہے ہیں
یہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں یہ آ رہے ہیں وہ جا رہے ہیں

مت سہل ہمیں جانوں پھرتا ہے فلک برسوں:

آپؒ ایک کامیاب محدث و مدرس، یا باوقار منتظم ہی نہیں تھے؛ بلکہ ولیٔ کامل، عالم باعمل، مربی و مخلص، مونس و غمخوار، صاحب الرائے اور صائب الرائے انسان تھے، پوری عمر علم دین کی اشاعت و تبلیغ، درس و تدریس، وعظ و نصیحت، تلقین وارشاد، ہمدردانہ و خیر خواہانہ انداز میں اُمت کی دنیوی و اُخروی فلاح و بہبود کی فکر و کوشش، خردوں کی حوصلہ افزائی، خردنوازی اور قوم و ملت کی خدمت میں گزاری، جو اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی تھا، کیونکہ ان کارہائے خیر کی سعادت اللہ تعالیٰ ہر ایک کو نہیں دیا کرتا، یہ وہ سعادت ہے جو بہت کم لوگوں کے حصے میں آتی ہے۔

ارتجالاً یہ سطور قلم بند کر دی ہیں ورنہ حضرت کی ذات گرامی ایسی نہیں ہے کہ ان کے لیے چند صفحات پر اپنا دردِ دل لکھا جائے اس کے لیے دفتر کے دفتر درکار ہیں۔ ؎

جلا کر شمع پروانے کو ساری عمر روتی ہے — اور اپنی جان دے کر چین سے سوتا ہے پروانہ

بڑے کاموں کے لیے لائق لوگوں کا ہی انتخاب کیا جاتا ہے۔

بلبل کو دیا نالہ، پروانے کو دیا جلنا — غم ہم کو دیا مشکل سب سے جو نظر آیا

برائے نام بھی محفل میں روشنی نہ رہی:

میں حضرت والا رحمہ اللہ کے پسماندگان بالخصوص صاحبزادگان، برادرِ مکرم ذوالمجد والکرم جناب مولانا محمد عثمان مظاہری، مولانا محمد نعمان، مفتی محمد عمر، مولانا محمد ثوبان صاحبان سے اظہارِ تعزیت نہیں کر سکتا، کیونکہ آپ حضرات کے والد ماجد میرے بڑے ہی کرم فرما، حوصلہ نواز، خردنواز اور سب سے بڑھ کر میرے والد محترم جناب مولانا نعیم احمد

صاحب زید مجدہ' (استاذِ مدرسہ مظاہر علوم قدیم سہارنپور) کے اخص الخاص مشفق اساتذہ میں سے تھے (جس کا مشاہدہ ان شاء اللہ آئندہ صفحات میں ہوگا)، اس تعلق سے وہ گویا میرے روحانی داداجان بھی ہوئے، بہرحال تعزیت تو دوسرے لوگ کیا کرتے ہیں، اس لیے میں خود کو مستحق تعزیت تصور کرتا ہوں اور اپنے دل بے قرار کو روم کے عارف مولانا کی زبان میں قرار دینے کی کوشش کرتا ہوں۔

اولیاء را چوں بوصل افتد نظر　　　　داں کی ایشاں را اجل باشد شکر

اولیاء اللہ چونکہ موت کو محبوب حقیقی کی ملاقات و دیدار کا ذریعہ سمجھتے ہیں اس لیے ان کے لیے موت شکر کی طرح شیریں ہوتی ہے۔

جاں مجرد گشتہ از غوغائے تن　　　　می پرد با پر دل بے پائے تن

عارف کی جان جسم کے حواس خمسہ ظاہرہ و باطنہ کے ہنگاموں سے آزاد ہو کر دل کے پر سے حق تعالیٰ کی طرف ہر لحظہ اُڑتی رہتی ہے بغیر جسم و پاؤں کے۔

حضرت والا رحمہ اللہ کا وصال خود ان کے لیے تو رحمت ہے؛ کیونکہ آپؒ کا کا دیدار الٰہی کا شوق پورا ہوا؛ لیکن ہم حرماں نصیبوں کے لیے بڑا نقصان اور نا قابل تلافی خسران ہے کیونکہ یہ سب ہمارے اعمال کی نحوستوں کے باعث ہوا ہے۔

اے دریغا! اے دریغا! اے دریغ!　　　　کاں چناں ماہے نہاں شد زیر میغ

آج اگر قوم و ملت اپنے اس عظیم محسن کے حادثۂ فاجعہ پر اشک بار ہے، عرفانیت و روحانیت اور تصفیہ و تزکیہ کے حلقے اگر یتیمی کے داغ سے رنجور ہیں، تو صرف اسی لیے کہ ایسی علمی، عرفانی اور نورانی و دلنواز عبقری ہستیاں اس دورِ قحط الرجال میں اگر نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا کے درجات عالی فرمائے، اعلی علیین میں اپنا جوارِ خاص عطا فرمائے، پسماندگان کو صبر و اجر نصیب فرمائے، حضرتؒ کی اس اچانک رحلت سے ملتِ اسلامیہ بالخصوص جامعہ مظاہر علوم میں جو عظیم خلا پیدا ہوا اللہ تعالیٰ جامعہ اور اربابِ جامعہ کو اس کا بدل نصیب فرمائے، اور ہم سب کو حضرتؒ کے نقوشِ خیر اور محاسن ومحامد کو حرزِ جان بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر

لئن كان هذا الدمع يجري صبابة
على غير سعدى فهو دمع مضيع

بقلم

یکے از عقیدت کیش حضرت والاؒ

محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

نزیل: **دار المطالعة**، نعیمیہ لائبریری، بڈھا کھیڑہ کا تلہ، ضلع سہارنپور، یو۔ پی، انڈیا

☆......☆......☆

نمونۂ سلف ، فخرالعلماء، استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا سید محمد سلمان مظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ

کی حیات وخدمات پر ایک طائرانہ نظر

پیکرِ زہد وتقویٰ اور صبر وقناعت کے کوہِ عظیم امام الخطباء والمتکلمین استاذ الاساتذہ حضرت اقدس مولانا سید محمد سلمان مظاہری (جنہیں اب چار وناچار **نور اللہ مرقدہٗ** لکھنا پڑ رہا ہے) ہندوستان کے بافیض اور مشہور ومعروف عالم دین، دینی راہنما وپیشوا نیز ہندوستان کی دوسری عظیم علمی، دینی درسگاہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے شایانِ شان ناظم اعلیٰ اور محدثِ شہیر ہونے کے ساتھ رُشد وہدایت کا درخشاں ستارہ تھے۔

ولادت:

حضرت رحمہ اللہ ۱۳/ذیقعدہ ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۰/اکتوبر ۱۹۴۶ء شبِ پنجشنبہ کو سہارنپور میں پیدا ہوئے، استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد یحییٰ سہارنپوریؒ (جن کا تذکرہ احقر نے چند ماہ قبل سہ ماہی مجلہ 'ندائے مفتی' کے خصوصی شمارے ''شیخ الحدیث نمبر'' میں بالتفصیل کیا ہے) آپؒ کے والد گرامی قدر تھے، اور جناب الحاج مولانا سید محمد ایوبؒ آپ کے جدِ امجد تھے۔

ابتدائی تعلیم:

آپ نے جس علمی وروحانی گھرانے میں آنکھ کھولی وہ زہد وتقویٰ کے کبارِ رجال کا مشہور ومعروف عظیم خانوادہ تھا، ''ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات'' کے مصداق آپ نے عہدِ طفولیت گھر میں گذارنے کے ساتھ ناظرہ قرآن کریم بھی مکمل کرلیا تھا، اس کے بعد

سب سے پہلے آپ نے قرآن مجید حفظ کیا، جس کا آغاز ۲۴ر جمادی الاخریٰ ۱۳۷۱ھ مطابق ۲۲ر مارچ ۱۹۵۲ء شنبہ کو ریحانۃ الہند فخر المحدثین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی مجلس میں ہوا۔ ۲۹ر شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ کو دیگر ابتدائی تعلیم وتربیت کے ساتھ قرآن پاک حفظ کیا، رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ میں اپنی خاندانی مسجد حکیمان میں پہلی محراب سنائی۔

مدرسہ مظاہر علوم میں تعلیم:

شوال المکرم ۱۳۸۱ھ مطابق اپریل ۱۹۶۲ء میں آپ نے بہ عمر پندرہ (۱۵) سال جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخل ہو کر کنز الدقائق، نفحۃ الیمن، تہذیب، اصول الشاشی، بحث فعل سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ تعلیمی مراحل جامعہ مظاہر علوم ہی میں مختلف سالوں میں طے کرتے ہوئے شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ میں آپ نے جلالین، مشکوۃ اور ہدایہ ثالث مکمل کی۔

دورۂ حدیث شریف کا سال اور اساتذہ:

۱۳۸۶ھ میں کتب صحاح پڑھیں، اور وہ اس طرح کہ صحیح البخاری حضرت شیخ رحمہ اللہ سے۔ صحیح مسلم، جامع الترمذی اور سنن النسائی مولانا منور حسین بہاریؒ سے، سنن اَبی داؤد حضرت فقیہ الاسلامؒ سے، شرح معانی الآثار (طحاوی شریف) مناظر اسلام حضرت مولانا شاہ محمد اسعد اللہ رامپوریؒ سے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

دورۂ حدیث کے خصوصی رفقاء:

آپ کے دورۂ حدیث شریف کے خصوصی رفقاء یہ ہیں: حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سہارنپوری مدظلہ صدر المدرسین مظاہر علوم وقف، مولانا اقبال حسین صاحب شاہ آبادی، مولانا قاری رضوان نسیم صاحب مدظلہ، صدر القراء و نائب ناظم جامعہ مظاہر علوم، مولانا غلام احمد ابن تاج علی صاحب افریقی۔

آپ تمام کتابوں میں سباق الغایات رہے:

حضرت قدس سرہ شروع سے آخر تک تمام کتابوں میں اعلیٰ نمبرات سے کامیاب ہوکر مدرسہ سے جلیل القدر انعامات کے حقدار بنتے رہے۔ چنانچہ ۱۳۸۲ھ میں تمام طلبہ دُرجہ اوسط میں آپ اول نمبر آئے۔ جس پر نقد انعام کے ساتھ شرح جامی کامل، کنز الدقائق، اصول الشاشی، وغیرہ ۱۳۸۳ھ میں شرحِ وقایہ، بحث اسم، میر قطبی ۱۳۸۴ھ میں ہدایہ اولین، مقامات حریری، مختصر المعانی ۱۳۸۵ھ میں جلالین وہدایہ ثالث ۱۳۸۶ھ میں مسلم شریف، ترمذی شریف کامل آپ کو یادگار تحفہ اور خصوصی انعام کے طور پر دی گئی۔

وہبی استعداد و صلاحیت:

فہم و فراست، قوتِ حفظ وضبط اور علم کے ساتھ مناسبت اور اعلیٰ استعداد یہ تمام چیزیں حق تعالیٰ نے آپ کی طبیعت میں بھرپور طریقہ سے ودیعت فرمائی ہوئی تھیں۔

حضرت مولانا عبدالعلیم فاروقی مدظلہ راوی ہیں کہ ۱۹۶۶ء تا ۱۹۶۸ء کی بات ہے، پورے مظاہر علوم میں یہ شہرت تھی کہ مولانا سلمان صاحب سے زیادہ بہتر کوئی صاحبِ استعداد نہیں ہے، دورۂ حدیث کی کتابوں کے اسباق تو تمام ہی پڑھے جاتے تھے، مگر عبارت کا پڑھنا انہی کے حصہ میں آتا تھا، اور مجھے وہ منظر یاد ہے کہ ہر سال جب شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ مسلسلات ختم کراتے تھے تو پانچ پانچ گھنٹے مسلسل مولانا سلمان صاحب تنہا عبارت پڑھتے تھے اور مجال ہے کوئی غلطی ہوجائے، مجال ہے کہیں پر کوئی سکتہ ہوجائے۔ تغمدہ اللہ بغفرانہ

سالِ تکمیل علوم:

شوال المکرم ۱۳۸۶ھ میں مظاہر علوم میں کتب فنون بیضاوی شریف، ملا حسن، میبذی وغیرہ پڑھیں۔

آپؒ کا عقدِ مسنون:

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ ''آپ بیتی'' میں لکھتے ہیں: میری سب سے چھوٹی بچی کا نکاح جو دوسری اہلیہ کی دوسری بچی ہے۔ میری ہمشیرہ مرحومہ کے نواسے عزیزم مولوی سلمان سلمہ سے ہوا۔ خاندانی حیثیت سے اس کی منگنی تو بہت ابتداء میں ہو چکی تھی۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ شاید بچی کے پیدا ہونے پر ہو چکی تھی اور مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ مجھ سے کسی نے پوچھا بھی ہے، اس لیے کہ یہ تو خاندان کے قانون ''اقرب ذکرِ غیر محرم'' میں بھی داخل تھا۔ مولوی انعام کی آمد پر ۲رذی قعدہ ۸۶ھ مطابق ۱۳رفروری ۶۷ء بعد عصر مسجد مدرسہ قدیم میں زکریا نے اعلان کر دیا کہ ایک نکاح ہے، سب حضرات تھوڑی دیر تشریف رکھیں ۔اب تو اس ناکارہ کے لیے یہ کوئی چیز قابل التفات قابل توجہ بھی نہیں رہی تھی۔ مولوی انعام سلمہ نے مہر فاطمی پر عصر کے بعد نکاح پڑھ دیا۔ اور مغرب کی نماز کے بعد جب کہ یہ ناکارہ مسجد میں تھا عزیز طلحہ و ہارون بابو جی کی کار میں حکیم جی کے یہاں پہنچا آئے۔

مظاہر علوم ہی میں درس وتدریس کا آغاز:

۱۳۸۷ھ میں مظاہر علوم جیسی عظیم درسگاہ کے استاذ بنائے گئے، اس اولین سال میں تہذیب اور مراح دو سبق تجویز ہوئے، ترقی کے مراحل طے کرتے ہوئے ۱۳۹۲ھ میں پہلی مرتبہ جلالین شریف کا عظیم الشان درس دے کر خرد و کلاں سب سے خوب داد و تحسین حاصل کی۔

۱۳۹۶ھ میں آپ کو استاذِ حدیث کی عظیم سوغات سے نوازا گیا، اور پہلی مرتبہ مشکوۃ شریف کی خدمت تدریس آپ کے حوالہ ہوئی۔

درسی خصوصیات:

وہابِ مطلق نے آپ کو زبان و بیان کی سلاست و روانی اور فصاحت و بلاغت سے بھرپور حصہ عطا فرمایا تھا، جس کا مظاہرہ آپ کے دروس کے ساتھ ساتھ جلسوں و خانقاہ کے عمومی و خصوصی بیانات و خطابات سے بھی بخوبی ہوتا تھا، مشکل سے مشکل عبارت یا مسئلہ کی عام فہم تشریح اور اس کو ذہن نشیں کرا دینا آپ کا وصفِ امتیازی تھا، اندازِ تکلم ایسا اَنوکھا اور اَلبیلا کہ جس کے سننے کو روح ترستی اور کان بے چین رہتے تھے۔

آپ کے درس کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ کتاب کی اصل مراد اور عبارت کے مغز تک پہنچ جاتے اور عبارت کو **ما لہا و ما علیہا** کے ساتھ حل فرما کر درس دیتے، اور ایک کہنہ مشق و پختہ کار مدرس کی تدریس کا اصل جوہر و کمال بھی یہی ہے کہ وہ عبارت کے مفہوم و مراد اور مصنفِ کتاب کے مقصود کو خود سمجھ کر طلباء کے ذہن میں منتقل کر دے۔ دنیا بھر کے رنگین الفاظ استعمال کرنا اور بڑی بڑی کتابوں کے حوالے دے دینا تو ثانوی درجے کے محاسن ہیں ،آپ کے درس میں اصل زور مقصودِ مصنف اور حلِ عبارت پر دیا جاتا تھا، جو تدریس کی بنیادی روح اور غرضِ اصلی ہونے کے ساتھ استاذ کے لیے بڑا کمال ہے،آپ سادے الفاظ میں گفتگو فرماتے اور افہام و تفہیم سادہ مگر ایسا جامع ہوتا کہ بات اور عبارت کا مفہوم طالب علم کے ذہن میں بیٹھ جاتا اور کتاب کی عبارت اس انداز پر حل ہوتی کہ اس کا کوئی گوشہ تشنہ اور نامکمل نہ رہتا۔

آپ ذرا سی مناسبت سے عربی، فارسی اور اردو کا کوئی شعر سنا کر طلباء کو محظوظ فرماتے جس سے طلباء میں نشاط اور مستعدی پیدا ہو جاتی۔

اعلیٰ انتظامی و انصرامی ذمہ داری میں ہمہ وقت مصروفیت کے باوجود درس کی تیاری پورے انہماک کے ساتھ فرماتے اور پھر اسی کا مظاہرہ درسگاہ میں دورانِ درس اس طرح ہوتا کہ

الفاظ کے معانی کی تہ اور ان کی گہرائی میں اُتر جاتے اور وہی معانی بیان فرماتے جولغت ومحاوروں کے نقطۂ نظر سے صحیح ہوسکتے تھے۔

اس مختصر سے جائزہ سے حضرت والاؒ کی جملہ علوم وفنون پر دسترس کے ساتھ ان کے صحیح استعمال سے گہری مناسبت کی ایک جھلک بھی سامنے آئی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو ان کے جمیع تلامذہ ومستفیدین کی جانب سے بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین

حضرت شیخ رحمہ اللہ کے علمی کاموں میں معاونت:

آپ کے استاذِ اعظم اور خسر محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کو اگر چہ آپ کی علمی صلاحیت وقابلیت پر پہلے ہی سے بھرپور اعتماد تھا،لیکن مزید منظورِ نظر ہونے کی علامت کا ظہور کچھ اس طرح ہوا کہ آپؒ نے آخر عمر مبارک میں اپنی عربی تصانیف **"الابواب والتراجم للبخاري"**، **"حواشي بذل المجهود"**، **"جزء حجة الوداع"** کی تکمیل وترتیب حضرت اقدس مولانا سید محمد عاقل صاحب زید مجدہ اور آپؒ کو سونپ دی تھی، ان دونوں حضرات نے یہ خدمت بڑی ذمہ داری اور سعادت مندی کے ساتھ انجام دی، اس سلسلہ کی متعدد کتب ان ہر دو حضرات کی مساعی جمیلہ سے مرتب ومنقح ہوکر ہی شائع ہوئی ہیں۔

حضرات اساتذہ کے اسباق کو تحریر کرنے کا مزاج:

اگر چہ اللہ تعالیٰ نے حافظہ آپ کو بلا کا ودیعت فرمایا تھا،مگر پھر بھی اپنے اساتذہ ومشائخ کے فیض وفیضان کو مزید دوام بخشنے کے لیے آپ ان کی درسی تقریریں بھی ضبط فرمالیا کرتے تھے، جن میں سے چند درسی تقریرات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) تقریر بخاری شریف: یہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے درسِ بخاری کے

ارشادات وافادات کا مجموعہ ہے۔

(۲) تقریر مشکوۃ شریف: حضرت والا مدظلہ نے مشکوۃ شریف فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسین اجراڑویؒ اور حضرت شیخ مولانا محمد یونس جونپوریؒ سے پڑھی ہے، یہ انہی دونوں حضرات کے درسی افادات کا قیمتی مجموعہ ہے۔

(۳) تقریر طحاوی شریف: یہ تقریر آپ کے استاذ اکبر بڑے حضرت ناظم صاحب مولانا شاہ محمد اسعد اللہ رامپوریؒ کے درسی افادات کا مجموعہ ہے۔

(٤) تقریر شرح جامی: یہ امام النحو والمنطق حضرت علامہ صدیق احمد کشمیریؒ کی درسی تقریر ہے، جو آپ نے ۱۳۸۲ھ میں ضبط کی تھی۔

(٥) تقریر کافیہ: یہ بھی آپ کے استاذ محترم کے درسی افادات ہیں۔

ان تقاریر کا ذکر یہاں پر اس لیے کیا گیا ہے کہ ان کی نوعیت ایسی نہیں ہے کہ کہیں سے ناقص ہوں یا ترکے اور بیاضیں جابجا باقی رہ گئی ہوں؛ بلکہ سب مستقل تالیف ہونے کی حیثیت سے از اول تا آخر مکمل ہیں، اور حامل متن ہیں۔

آنکھوں دیکھے اوصاف وکمالات:

آپ کا نورانی وعرفانی چہرہ اسلاف کا آئینہ تھا، آپ کی طہارت و پاکیزگی، قوت فکر وعمل بزرگانِ رفتہ کی ترجمان تھی، اگر ایک طرف آپ کی سادگی و بے نفسی خانقاہِ خلیل وزکریا کی آبرو تھی تو دوسری طرف زہد وتقویٰ، علم وعمل، صلاحیت ولیاقت میں شاہِ زمن مناظر اسلام حضرت مولانا شاہ محمد اسعد اللہ رامپوریؒ کی آرزو۔

آپ علم وفن کے یگانہ روزگار اور بحر تصوف کے شناور تھے تو نظم ونسق کی بہترائی واحسن

کارکردگی آپ کا طرۂ امتیاز تھا، آپ کو علم حدیث سے نہایت شغف تھا تو فقہ و تفسیر پر عمیق نظر بھی۔

وَھَّابِ مطلق نے آپؒ کے سینہ خالی از کینہ میں فراست ایمانی ودیعت فرمائی تھی، آپؒ کی نظر "ینظر بنور اللّٰہ" کا مصداق تھا، درسِ مشکوۃ و مسلم شریف ایک زمانہ تک ایک کے لیے باعثِ فخر تو دوسرے کے لیے موجبِ تشویق، آپ کے مجلسی ملفوظات ہوں یا اسٹیج کی تقاریر نہایت پُر مغز ہونے کے ساتھ اُن کا تعلق خلاصۂ باطن اور اصلاحِ نفس سے ہوتا تھا، یہی وجہ ہے کہ سامعین کے قلوب پر ایک ایک بات کا اثر ہوتا، خاص وعام ان سے مستفیض ہوتے اور اپنی اپنی صلاحیت واستعداد کے مطابق ہر ایک اس چشمۂ فیض سے اکتسابِ فیض کیے بغیر نہیں رہتا تھا۔ کوئی بھی تہی دامن واپس نہیں جاتا، مجلس میں شریک ہونے والا ہر فرد یہ محسوس کرتا تھا کہ کسی اللہ والے کی مجلس میں ہماری شرکت ہے جو زندگی میں باعثِ خیر و برکت ہے اور آخرت میں ذریعہ نجات؛ گویا بوقتِ رخصت ہر ایک زباں پر یہ شعر جاری ہوتا تھا۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم　　　بداں را بنیکاں ببخشد کریم

تواضع وانکساری:

حضرت والا رحمہ اللہ تقویٰ وطہارت، صلاح وفلاح، علم وعمل کی ایک باوزن شخصیت ہونے اور جامعہ مظاہر علوم جیسے عظیم عالمی ادارے کے منصبِ اہتمام وانتظام پر متمکن رہنے اور عالمی بافیض خانقاہِ حضرت شیخ ''کچا گھر'' کی جانشینی کے باوجود تواضع وعاجزی اور انکساری وفروتنی آپ کا نمایاں وصف تھا، ہر خرد وکلاں اس کا عینی گواہ ہے، آپ کی طبیعت میں خود بینی کا مرض نہ تھا، تاہم اپنے اساتذہ، ہم عصر علماء ومشائخ، طلباء عزیز اور ہم جیسے محض عقیدت کیشوں کے ساتھ بہت شفقت کا معاملہ فرماتے، خیر وخیریت معلوم

کرتے، پریشان حال کی مدد فرماتے اور بہترین صلاح ومشوروں سے نوازتے۔

تھی مثالی زندگی فہم وذکاوت آپ کی — کوئی بھولے گا کیا بے لوث خدمت آپ کی

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم:

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا کہ یہ راقم الحروف گاہے گاہے، بہانے بہانے سے حضرت والاؒ کی مجلس یا خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا، ایک دفعہ اپنے والد گرامی کی معیت میں جامعہ مظاہر علوم کے دفتر میں شام کے وقت جامعہ عربیہ احسن العلوم، بڑھا کھیڑہ کاتلہ کے سنگِ بنیاد کے تعلق سے حاضری ہوئی، والد صاحب مدظلہٗ کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے، **اھلا وسھلا مرحبا** کہا، چائے ناشتہ بھی ہوا، درمیانِ گفتگو جب حرمین شریفین کا ذکرِ مبارک ہونے لگا تو فرمایا کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ مواجہہ شریف پر حاضر نہ ہوتے تھے، ایک مرتبہ حضرتؒ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: کس منہ سے جائیں، ہم سیاہ کاروں کی کیا ہمت کہ حضرت اقدس ﷺ کا سامنا کرسکیں۔ اور یہ فرماتے ہوئے آبدیدہ ہوگئے کہ ان حضرات کے یہاں کس قدر ادب واحترام تھا۔

میرے والد محترم سے منقول حضرت کی کچھ باتیں:

احقر کے والد گرامی قدر حضرت مولانا نعیم احمد صاحب مظاہری، استاذ عربی مظاہر علوم قدیم جو حضرت والاؒ کے قدیم اور عاشق زار تلامذہ میں سے ہیں، انہوں نے احقر کو حضرت والاؒ کی چند اہم باتیں بتلائیں، افادۂ عام کی غرض سے یہاں بھی ذکر کی جاتی ہیں:

(۱) حضرت والد صاحب زید مجدہ راوی ہیں کہ ایک دفعہ مجھ سے پوچھا: مولوی نعیم! مرنے کے بعد انسان کی آنکھیں بند ہوجاتی ہیں یا کھل جاتی ہیں؟ میں نے کہا: حضرت! بند ہوجاتی

ہیں۔فرمایا: مولوی نعیم! نہیں؛ بلکہ ہمیشہ کے لیے کھل جاتی ہیں، دوسری دنیا نظر آنے لگتی ہے، سب نظر آنے لگ جاتا ہے کہ آگے کیا ہوگا؟ میرا ٹھکانا کیا ہے؟.

(۲) ایک دفعہ فرمایا کہ: حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اپنے بقرعید میں ذبح کیے جانے والے بکرے کو دودھ جلیبی کھلایا کرتے تھے؛ کیونکہ ان جانوروں کی خدمت کا حکم حضرت آقائے کریم ﷺ کی جانب سے آیا ہوا ہے۔

(۳) ایک دفعہ فرمایا کہ: کسی نے حضرت شیخ رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ حضرت! بہت سے لوگ آپ کو بُرا بھلا کہتے ہیں، آپ کی برائی کرتے ہیں؟ فرمایا: بھائی! یہ ہمارے دھوبی ہیں ،جس طرح دھوبی کپڑے سے میل کچیل صاف کرتا ہے، اسی طرح یہ لوگ ہمارے گناہ دھلتے رہتے ہیں، نیک اعمال تو ہم سے ہوتے نہیں، یہ تو بیچارے ہمارے محسن ہیں کہ جو اپنی نیکیاں ہمیں دیتے رہتے ہیں، لہٰذا بس تم اپنے کام میں مشغول رہو، اس کی پرواہ نہ کرو کہ کوئی کیا کہہ رہا ہے۔

(۴) والد صاحب نے فرمایا: استاذی حضرت ناظم صاحبؒ جب مشکوۃ شریف کا درس دیا کرتے تھے، تو اس زمانہ میں مشکوۃ وجلالین وہاں ہوا کرتی تھیں کہ جہاں آج کل دارِ جدید کی دارالحدیث ہے، آپؒ اتنے بلند آواز تھے کہ بغیر مائک کے صدر دروازے تک آواز آتی تھی۔

(۵) جس روز بڑے حضرت ناظم صاحب یعنی حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد اسعد اللہ رامپوریؒ کا انتقال پُرملال ہوا، تو اگلے روز مشکوۃ کے درس کا آغاز حضرت والاؒ نے آبدیدہ ہو کر ان جملوں سے فرمایا: **موت العالم موت العالم**، اکابر کا ہم میں سے اس طرح چلے جانا، ہماری صفوں سے نکل جانا ہمارے لیے انتہائی غمناک حادثہ ہے۔

(۶) مظاہر علوم کا یہ وہ زمانہ تھا کہ جب حضرت شیخ مولانا محمد یونس جونپوریؒ کی

بخاری شریف، فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ کی ترمذی شریف، حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحبؒ کی مشکوۃ شریف اور مولانا محمد یعقوب صاحب سہارنپوری مدظلہ کی جلالین کے اسباق متفق علیہ مقبول ومشہور اور انتہائی پختہ ہوا کرتے تھے۔

(۷) چھ ماہ قبل پرانی بات ہے کہ حضرت والد صاحب مدظلہ کا اپینڈس کا آپریشن ہوا، تو اس تعلق سے والد صاحب اور حضرت والاؒ کے درمیان جو خط وکتابت ہوئی، حضرت والاؒ کے دستِ خود سے لکھے ہوئے رُقعہ کو پیش کرنے کی وجہ سے دونوں ہی تحریریں ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہیں:

حضرت والد صاحب مدظلہ کی تحریر مع عکس:

مخدوم ومعظم استاذی المکرّم حضرت اقدس الحاج مولانا سید محمد سلمان صاحب زید مجدکم السامی

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

عرض یہ ہے کہ بندہ بفضلہٖ تعالیٰ جناب کی دعاؤں سے بخیر وعافیت ہے، حق تعالیٰ سے امید ہے کہ حضرت والا بھی مع متعلقین بخیر وعافیت خدمتِ خلق میں مصروف ہوں گے، شاید حضرت والا کے علم میں نہیں ہے کہ بندہ کئی ماہ سے آنت کے پھولنے اور ورم کرنے کی وجہ سے درد کی تکلیف میں رہا، آپریشن ڈاکٹروں نے طے کر دیا تھا، مگر بی پی کنٹرول میں نہ رہنے کی وجہ سے یہاں سہارنپور ہسپتال وڈاکٹروں کے پاس سے واپس آ گیا، انہوں نے آپریشن کرنے سے اسی وجہ سے منع کر دیا، آخر کار تقریباً بیس یوم پہلے میرٹھ میں ایک ڈاکٹر کے یہاں بندہ کی آنت کا آپریشن ہو گیا، چند ایام رخصت لے کر گھر رہا، اب چند دن سے مدرسہ آنا شروع کیا اور حرکت کرنے سے منع کرنے کی وجہ سے اکثر اسباق بھی کمرہ میں ہی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پڑھا رہا ہوں، بہت دنوں سے جناب کی زیارت مجلس مبارک میں حاضر نہ ہونے کا بہت افسوس ہے، حضرت والا سے مزید دعاء کی عاجزانہ درخواست ہے، **متع الله بفيوضك**، آمین۔ **نعیم احمد مظاهری**، مدرسہ مظاہر علوم قدیم، ۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ

والد صاحب مدظلہ کے دستِ خود سے لکھی ہوئی تحریر کا عکس

حضرت والا ناظم صاحبؒ کی تحریر مع عکس:

عزیز مکرم مولانا نعیم صاحب سلمہٗ! بعد سلام مسنون! ناسازیٔ طبع کا حال معلوم ہو کر افسوس ہوا، حق تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ تقاضۂ عمر۔ شوگر۔ بی پی جیسے امراض سے ضعف میں اضافہ رہتا ہے، حق تعالیٰ عافیت عطا فرمائے، میں بھی طالبِ دعا ہوں۔ فقط والسلام: **محمد سلمان**، ۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ

حضرت والاؒ کے دستِ خود سے لکھی ہوئی تحریر کا عکس

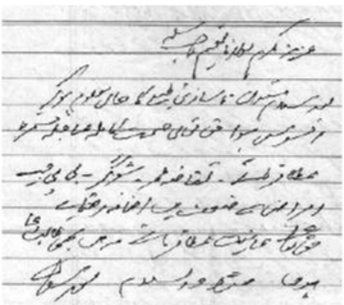

ایک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

استاذِ مکرم سیدی وسندی حضرت اقدس مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم مہتمم مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کا تعزیتی مکتوب:

اور اب حضرت مولانا محمد سلمان صاحب مظاہری ناظم مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور بھی داغ مفارقت دے گئے۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون.**

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد سلمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، ان کی خدمات کو قبول فرمائے، ان کی خدمات کا بھرپور صلہ عطا فرمائے، ان کے اعمالِ صالحہ کو ان کے حق میں صدقہ جاریہ بنائے، ان کے تمام اعزہ اقرباء، اولاد واحفاد، تلامذہ ومتوسلین اور جملہ پسماندگان ومتاثرین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

یہ وقت اُمتِ مسلمہ اور بالخصوص برصغیر کے مسلمانوں کے لیے مسلسل صدمات، ابتلاء ات اور مصائب وآلام کا وقت ہے۔ ایک ایک کر کے صفِ اول کے علماء، مشائخ، اکابر اور مصلحین رخصت ہو رہے ہیں۔ حضرت مولانا محمد سلمان صاحبؒ اپنی اعلیٰ نسبتوں اور ذاتی خصوصیات کی بنا پر صفِ اول کے ممتاز علماء واکابر میں شمار کیے جاتے تھے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدہ کے منظورِ نظر، خاص توجہات کے مرکز اور ان کی علمی وروحانی روایات کے حامل تھے۔ مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور جیسے عظیم علمی مرکز کے منتظم اعلیٰ ہونے کے ساتھ اصلاح وتربیت،، احسان وسلوک اور وعظ وتبلیغ کے میدان میں بھی اہم حیثیت کے حامل تھے، ان کے تلامذہ ومنتسبین اور محبین ومخلصین کا دائرہ بہت وسیع تھا، مختلف عوارض کے باوجود ادارہ کی سربراہی اور اصلاح وتربیت کی ذمہ داری سنبھال رکھی تھی، ان کی وفات ملت کے لیے عظیم سانحہ ہے، اللہ

تعالیٰ ان کے ساتھ خاص رحمت ومغفرت کا معاملہ فرمائے اور جملہ متاثرین وپسماندگان کوصبر کی توفیق عطا فرمائے،والسلام. **أبوالقاسم نعمانی غفرلہ** مہتمم دارالعلوم دیوبند، وارد حال شہر بنارس

اَبرِ رحمت ان کی لحد پر گہر افشانی کرے

فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ، ناظم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد کا تعزیتی مکتوب:

حضرت مولانا محمد سلمان مظاہریؒ ملک کے بڑے علماء اور اپنے عہد کے مقبول اور ماہر اساتذہ میں تھے، پوری دنیا میں ان کے ہزاروں شاگرد پھیلے ہوئے ہیں، وہ ایک بڑے علمی گھرانے کے چشم وچراغ تھے، ان کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد یحییٰ صاحبؒ نے طویل عرصہ تک جامعہ مظاہرعلوم سہارنپور میں صدر مفتی کی حیثیت سے اپنی خدمت انجام دی ،خود حضرت مولانا سلمان صاحبؒ نے نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک اسلامی علوم کی منتہی کتابوں کا درس دیا، ادھر طویل عرصہ سے وہ جامعہ مظاہرعلوم کے ناظم اعلیٰ کے اہم ترین منصب پر فائز تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اظہار وبیان کی بڑی قوت عطا فرمائی تھی، ان کا خطاب بہت ہی مؤثر، مفید اور متاثر کن ہوا کرتا تھا، وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مجلس شوریٰ کے بھی رکن رکین تھے ،ان کا اصلاحی تعلق شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ سے تھا، اور ان کے صاحب زادے حضرت مولانا محمد طلحہ صاحبؒ نے انہیں نہ صرف یہ کہ راہِ سلوک میں اجازت دی تھی ؛ بلکہ اپنی خانقاہ میں اپنا جانشین بھی بنایا تھا، اپنے زمانہ کے اکابر اساتذہ سے انہوں نے کسب فیض کیا تھا، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ ،حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ، حضرت مولانا منور حسین صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ آپ کے

حدیث کے اساتذہ تھے، نیز آپ ؒ حضرت مولانا زکریا صاحبؒ کے سب سے چھوٹے داماد تھے ،ان کے اندر اللہ تعالیٰ نے بلند اخلاق ،تواضع اور کسر نفسی رکھی تھی ،وہ آنے جانے والے مہمانوں کی نہایت ہی محبت کے ساتھ ضیافت فرمایا کرتے تھے ،دعوت وتبلیغ کی محنت کے ذمہ داراعلیٰ حضرت مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی آپ کے داماد ہیں،آپ کے دورِ نظامت میں جامعہ مظاہر علوم کو ظاہری ومعنوی دونوں پہلوؤں سے بڑی ترقی حاصل ہوئی ،اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے ہر حلقے کے لوگ ان سے محبت کرتے تھے اور وہ بھی سب کو ساتھ لے کر چلتے تھے ،یقیناً ان کی وفات ہندوستان کے علمی حلقہ کے لیے بہت بڑا خسارہ ہے ،اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے ، جامعہ مظاہر علوم کو ان کا بدل عطا کرے اور متعلقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

پیدا کیا فلک نے جنہیں خاک چھان کر

جانشین فقیہ الاسلام حضرت مولانا محمد سعیدی صاحب مدظلہ، ناظم ومتولی مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور کا تعزیتی مکتوب:

مکرمان ومحترمان جناب مولوی سید محمد عثمان ومولوی سید محمد نعمان صاحبان وپسماندگان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی ! کل آپ کے والد ماجد اور میرے محبوب استاذ حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب کے انتقال پر ملال کا جو حادثہ پیش آیا ہے اس نے روح کو بے قرار قلب کو غمناک اور چشم کو نمناک کر کے رکھ دیا ہے۔ ؂

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم   تو نے وہ گنجہائے گرانمایہ کیا کئے

روئے زمین تقریباً چھ ارب سے زائد افراد کا بوجھ اپنی پشت پر لادے ہوئے ہے لیکن ان

تمام افراد میں کام کے لوگ پوروں پرنہیں انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں، کم ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جو پرواز کے باوجود اڑنے کا مزاج نہ رکھیں، جولسان اور صاحب طرز خطیب ہونے کے باوجود میدان میں نہ آئیں، جو ترقیات کے تمام تر مواقع کے باجود زاویہ خمول کو پسند کریں، جن کی خوداور بو میں سادگی سرایت کر جائے، جواعتدال پسندی میں ممتاز، غرباء پروری میں طاق اور خوردنوازی کی مثال اور باادب بانصیب کا مصداق ہوں۔ میرے استاذ محترم ومکرم حضرت مولانا سید محمد سلمان لاریب انہی صفات کے حامل اور انہی خصوصیات سے مالا مال تھے کہ ان کو حیطہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ ؂

اولئک آبائی فجئنی بمثلھم　　　اذا جمعتنا یا جریر المجامع

کل صبح سے ہی طرح طرح کی خبریں مسموع ہورہی تھی جب بھی کسی نے ان کی علالت کی خبر بتائی جھٹلادی کیونکہ میرا دل اور میرا ضمیر کسی ناگہانی خبر کے لیے قطعی تیار نہ تھا لیکن ہوتا وہی ہے جو کاتب تقدیر نے لکھدیا، جو قسام ازل نے مقدر فرمادیا **اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون.**

شام پانچ بجے یہ المناک اور وحشت ناک خبر کلفت اثر سن کرنا قابل بیان رنج سے دوچار ہونا پڑا کہ مولانا اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔ **انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، ان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیٔ عندہ باجل مسمی فلتصبر ولتحسب.**

صفر المظفر ۱۳۸۸ھ میں محض دو گھنٹے کے لیے آپ کو اکابر مظاہر نے مدرسہ کی خدمت کے لیے تجویز فرمایا تھا پھر چشم فلک نے دیکھا کہ آپ اپنی خداداد صلاحیت ولیاقت اور شبانہ روز محنت ولگن کے باعث بفضل الٰہی ترقی کرتے چلے گئے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کی عنایت ہناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ کے تلمذ اور فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ کی شاگردی پر انہیں ہمیشہ ناز رہا جس

کااظہار وہ اپنی تقریروں اور دروس میں اکثر کیا کرتے تھے۔اس حادثہ پر میں آپ سے کن الفاظ میں اظہار تعزیت کروں،خود ہی مستحق تعزیت ہوں،قلب پر غیر معمولی اثر ہے،بس اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں۔

آ! عندلیب مل کے کریں آہ وزاریاں　　　تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

حضرت والا کا وقت مستعار پورا ہوا اور چلے گئے جب جس کا وقت پورا ہوگا لیکن مولانا کے جانے سے لوگوں کو اس لیے تکلیف ہوئی کیونکہ مولانا **لاضرر ولا ضرار** کا پیکر تھے،ان کے قلم سے قدم سے اور زبان سے کبھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچی اور گویا مولانا اس حدیث شریف کا مصداق بن گئے۔**المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده** اس لیے ہمیں اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ وہ اللہ کی رضا اور خوشنودی سے مالا مال ہوکر جنت الفردوس کی ابدی وسرمدی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔

اللہ ان کے درجات بلند فرمائے ان کی قبر کو **روضة من ریاض الجنة** کا مصداق بنائے اور تلامذہ،مریدین،مسترشدین،اہل تعلق اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔

العبد **محمد عفی عنه**،ناظم ومتولی مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور (یو،پی)

مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

سیدی وسندی واُستاذی مفسر قرآن حضرت مولانا شاراحمد صاحب مظاہری، **بَارَکَ اللّٰہ فِیْ حَیَاتِہِ الْقَیِّمَةِ وَشَفَاہُ اللّٰہ شِفَاءً عَاجِلَةً وَکَثَّرَاللّٰہ اَمْثَالَہٗ وَاَتْبَاعَہٗ** اُستاذِ حدیث جامعہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور کا تعزیتی مکتوب:

معالی المکرّم السید حضرت مولانا محمد عثمان صاحب مظاہری حفظہ اللہ،جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

السلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاته

عرض یہ ہے کہ استاد محترم حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی جانکاہ خبر سن کر ازحد قلق ورنج ہوا، اناللّٰہ و انا الیہ راجعون.

کہ ایک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

آپ کی وفات حسرت آیات سے یقیناً علمی دنیا میں ایک بڑا خلا پیدا ہوگیا جس کو پُر کرنا ممکن نہیں، آپ کا فیض عالم اسلام میں آپ کے خانوادہ اور بے شمار شاگردان رشیدان کے ذریعہ سے پھیلا ہوا ہے، یقیناً یہ خالصتاً اسلامی اور دینی خدمات ان شاء اللہ ان کی مغفرت کا ذریعہ ہوں گی، ہمارے پاس اب صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

ان للّٰہ ماٰاخذوله ماعطی وکل شیء عنده بلجل مسمی فلتصبر ولتحتسب .

میں خود حاضر ہوکر تعزیت کرتا لیکن میں حاضری سے قاصر ہوں کینسر جیسا موذی مرض مجھے لاحق ہوگیا ہے اور چار ماہ سے بستر علالت پر ہوں۔ میرے لیے شفا کی دعا فرمائیں اور میری طرف سے تعزیت مسنونہ قبول فرمائیں۔ والسلام. **نثار احمد مظاہری**

استاد جامعہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور، ۲۹/ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ

سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

حضرت مولانا محمد اعجاز عرفی قاسمی مدظلہ، صدر آل انڈیا تنظیم علماء حق اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

مرحوم ایک بڑے ذی علم اور صاحب نسبت گھرانے کے چشم وچراغ تھے، وہ ایک جید الاستعداد اور مختلف اسلامی علوم وفنون پر گہری نظر رکھنے والے وسیع المطالعہ استاد تھے، وہ موجودہ وقت کے مقبول اور دل نشیں خطیب اور طلبہ میں ایک مقبول مدرس ومعلم بھی تھے، وہ

عصر حاضر کے برگزیدہ اور خدارسیدہ عالم دین اور نمونۂ اسلاف تھے، انہیں نامور اکابر واسلاف کی نسبت حاصل تھی اور وہ اپنے اخلاق وکردار اور نشست وبرخواست سے علم وعمل کی مجسم تصویر معلوم ہوتے تھے۔ ان کے اُٹھ جانے سے علم وعمل، درس وتدریس اور تقویٰ وتدین کے میدان میں ایسا مہیب خلا پیدا ہو گیا ہے، جس کا پر ہونا مشکل نظر آتا ہے۔

وہ برکۃ العصر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے داماد اور پیر جی مولانا محمد طلحہؒ کے خلیفہ ومجاز تھے جنہوں نے اس سلسلۂ بیعت وارشاد کو سنبھال رکھا تھا،ان کی اچانک رحلت سے نہ صرف ان کا خاندان اور جامعہ مظاہر علوم پر سوگواری کی کیفیت طاری ہے، بلکہ قرب وجوار کے ملی اداروں اور مدرسی حلقوں سے وابستہ ہر وہ شخص رنجیدہ وملول نظر آرہا ہے، جن سے انہیں کسی بھی قسم کا علمی یا ذاتی تعلق تھا،خاص طور پر مظاہر علوم پر شدید صدمہ سے دوچار ہے کہ اس قدیم ادارے کے سر سے ایک ایسے شخص کا سایہ اُٹھ گیا ہے، جو اپنے قول وعمل سے ہر وقت اُمورِ مدرسہ اور مدرسین وملازمین کی فلاح وبہبود کے لیے متحرک اور سرگرم رہتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ سہارن پور کی مشہور عالم خانقاہ 'کچا گھر' بھی اپنے جانشیں سے محروم ہو گیا جہاں سے ہزاروں متلاشیان حق علم ومعرفت اور خودشناسی وخدا آگاہی کا سراغ پاتے تھے اور ان کے مفید مشوروں کی روشنی میں راہ سلوک کی منزل طے کرتے تھے۔ ان کا انتقال صرف ایک ادارے یا مدرسے کا نقصان نہیں، پوری امت مسلمہ ہندیہ کا نقصان ہے، مرحوم نصف صدی سے بھی زیادہ عرصے تک درس وتدریس کے شعبے سے وابستہ رہے اور فقہ وتفسیر، قرآن وحدیث سمیت مختلف علیا درجات کی کتابیں ان سے متعلق رہیں اور طلبہ ان سے کسب فیض کرتے رہے۔

وہ ایک سنجیدہ، مردم آمیز، صلح جو اور خوش اخلاق شخص تھے، جو اپنی خندہ دلی اور حسن سلوک سے مخالفین کو بھی اپنا دیوانہ بنا لیتے تھے، ایک مرتبہ جو ان سے ملاقات کرتا، وہ ان کا گرویدہ

اورعقیدت مند بن جا تا تھا، وہ سخی اور مہمان نواز بھی تھے، مرحوم نے درس وتدریس، وعظ وخطابت ،دعوت وتبلیغ اور بیعت وسلوک کی راہ سے قوم وملت اور مسلم معاشرے کے لیے جونمایاں خدمات انجام دی ہیں، وہ ان کے لیے ان شاءاللہ ذخیرۂ آخرت ثابت ہوں گے اوران کے لیے مغفرت اور ترقی درجات کا سبب ثابت ہوں گی، اللہ ان کے پسماندگان اور وابستگان کو صبر کی توفیق عطا کرے اور مظاہر علوم اور خانقاہ کو ان کا بہتر نعم البدل عطا کرے۔

آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے　　　سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

دیکھ مالی باغ اپنا ہم تو اپنے گھر چلے

حضرت مولانا عبدالعلیم فاروقی مدظلہ، رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند اپنے تعزیتی پیغام میں کہتے ہیں کہ:

”آنے جانے کا مسئلہ تو لگا ہی رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جس کو بھیجا ہے وہ جا کر رہے گا، اور موت وحیات تو ایک نظام ہے: **اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا** کہ مرنے جینے کا تو ایک نظام ہے، ایک آدمی مرتا ہے، دنیا سے رخصت ہوتا ہے، دس آدمی مزید آتے ہیں، یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے، لیکن بعض اموات ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی رحلت سے محض ایک خاندان متأثر یا مغموم نہیں ہوتا؛ بلکہ ایسا لگتا ہے جیسے سب طرف ویرانی چھا گئی ،میرا خیال یہ ہے کہ حضرت مولانا سلمان صاحبؒ کا شمار انہی مقتدر علماء میں ہے کہ جن کے وجود سے عالم منور تھا اور ان کو سب لوگ اپنا محبوب سمجھتے تھے، اہل علم ان کی بہت قدر کرتے تھے۔

اور عجیب اتفاق ہے کہ یہ اموات جو بڑے بڑے لوگوں کی آج کل ہو رہی ہیں، یہ سب دنیا سے جا رہے ہیں، لیکن اپنے پیچھے اپنا کوئی ثانی چھوڑ کر نہیں جا رہے ہیں، اللہ

تعالیٰ اُمت کے حال پر رحم فرمائے اور امت کو نعم البدل نصیب فرمائے۔

حضرت مولانا سلمان صاحبؒ سے میرا تعلق لگ بھگ پچاس سال پرانا ہے، جب میں سہارنپور میں پڑھتا تھا ۱۹۶۶ء تا ۱۹۶۸ء، مولانا سلمان صاحب مجھ سے دو درجے آگے تھے ،اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ پورے مظاہر علوم میں یہ شہرت تھی کہ مولانا سلمان صاحب سے زیادہ بہتر کوئی صاحبِ استعداد نہیں ہے،دورۂ حدیث کی کتابوں کے اسباق تو تمام ہی پڑھے جاتے تھے مگر عبارت کا پڑھنا انہی کے حصہ میں آتا تھا،اور مجھے وہ منظر یاد ہے کہ ہر سال جب شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ مسلسلات ختم کراتے تھے تو پانچ پانچ گھنٹے مسلسل مولانا سلمان صاحب تنہا عبارت پڑھتے تھے اور مجال ہے کوئی غلطی ہو جائے،مجال ہے کہیں پر کوئی سکتہ ہو جائے،اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے،اللہ تعالیٰ کرم فرمائے،پھر حضرت شیخ نے اپنی کتابوں کی کتابت کے لیے ان کو منتخب فرمایا،اور اس کام کے لیے جو منتخب ہوتا ہے وہ عزیز ترین اور مخصوص ہوتا ہے،مولانا سلمان صاحب ان خوش نصیبوں میں سے تھے کہ جنہوں نے حضرت شیخ کے مکتوبات کے علاوہ آپ بیتی سمیت نہ معلوم کتنی کتابوں کا حضرت شیخ نے املاء کرایا اور مولانا سلمان صاحب نے لکھا،اور مولانا کی یہ بھی خوش قسمتی ہے کہ آپ حضرت شیخ کے سب سے چھوٹے داماد تھے،اللہ تعالیٰ حضرت شیخ کی ان صاحب زادی کی عمر میں برکت عطا فرمائے ،مزید یہ کہ دو سال قبل حضرت مولانا محمد طلحہ صاحبؒ کا انتقال ہوا،انہوں نے انتقال سے قبل حضرت شیخ کی خانقاہ مولانا کے حوالہ کی،مولانا محمد یوسف متالا اور مولانا عبدالرحیم متالا اور خود مولانا سلمان صاحب یہ سب علماء تھے،بعد میں جا کر یہ حضرات بڑے حضرات ہوئے،ان سب کے اندر حضرت شیخ رحمہ اللہ کا اُسوہ چھپا ہوا تھا،مولانا سلمان صاحب کو دیکھنے کے بعد پتہ چلتا تھا کہ یہ

اِس زمانے کے نہیں ہیں؛ بلکہ پرانے زمانے کے ہیں، اس لیے کہ بغیر بنیان کے کرتا پہنے ہوئے ہیں پسینہ میں شرابور ہیں اور مدرسہ کا کام کررہے ہیں۔ میں حضرت مولانا کے تمام احباب، تلامذہ اور متعلقین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مولانا کے لیے دعائے مغفرت کرے، ایصال ثواب کرے، اور مظاہر علوم کے لیے بھی کہ اللہ پاک اچھے افراد ہمارے اداروں کو نصیب فرمائے، اور حضرت شیخ کی خانقاہ جو اس وقت سونی پڑی ہے، اللہ پاک اس کے لیے بھی ایسے افراد عطا فرمائے کہ جو اس کو آباد رکھیں، حضرت مولانا سلمان صاحب کی موت اکیلے ان کی موت نہیں؛ بلکہ

وَمَاكَانَ قَيْسٌ هُلْكُهٗ هُلْكُ وَاحِدٍ وَلٰكِنَّهٗ بُنْيَانُ قَوْمٍ تَهَدَّمَا

مولانا سلمان صاحب کی موت اکیلے ان کی موت نہیں؛ بلکہ ایک قوم کی موت ہے، ایک بنیاد ہے جس میں زلزلہ پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے''۔

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوقؔ:

ویسے تو حضرت والا رحمہ اللہ کی ذات والا صفات مجموعۂ کمالات تھی، لیکن چند اوصاف ایسے نمایاں نظر آتے تھے کہ جو گویا آپؒ ہی میں پائے جاتے تھے، مثال کے طور پر وصفِ خطابت؛ ایسا لگتا تھا کہ آپ میدانِ خطابت کے عظیم شہسوار تھے، بیانات وخطابات تو اور حضرات بھی بڑے سلیقے سے کرلیتے ہیں، اپنے مافی الضمیر کو صحیح طور پر ادا کرلیتے ہیں؛ لیکن جو خاص اندازِ تکلم اور پُر اثر طرزِ بیان آپ کو عطا ہوا تھا، وہ بس آپ ہی کا حصہ تھا، آپؒ کو ایک مرتبہ سن لینے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا، فی الحال ذیل میں حضرت والا کا ایک وہ بیان درج کیا جاتا ہے جو آپؒ نے ہمارے مکتب دینیات شیخ الہند بڈھا کھیڑہ کاتلہ کے ششماہی وانعامی اجلاس اور جامعہ عربیہ احسن العلوم ومسجد اقصیٰ کے سنگِ بنیاد کے موقع پر مؤرخہ ۲۶/نومبر ۲۰۱۸ء بروز پیر بوقتِ دوپہر

۱۲ار بجے فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے عزیزم حافظ محمد زکی سلمہٗ مقتدی مسجد لنگی گران، نزد قطب شیر و متعلم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کو کہ انہوں نے اس کو موبائل میں محفوظ کر لیا تھا، افادۂ عام کی غرض سے اس کو ذرا مرتب و منقح کر کے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

مکاتبِ دینیہ کی اہمیت اور قرآن کریم کی عظمت:

''بعد حمد و صلوۃ! چودہ سو سال گزر گئے قرآن پاک کو ہر زمانے میں نہ ماننے والے زیادہ ہوئے ماننے والوں سے، قرآن کا انکار کرنے والے ہمارے آقا کے زمانہ سے لے کر آج تک زیادہ ہوئے ماننے والوں سے، جتنی دنیا کے اندر باطل طاقتیں ہیں سب قرآن کے خلاف ہیں؛ لیکن آج تک چودہ سو ساڑھے چودہ سو برس ہو گئے ہیں یہ ساری باطل طاقتیں مل کر کلام پاک کے ایک حرف کی ایک حرکت کو بھی بدل نہیں سکے۔ اللہ اکبر! اندازہ لگائیے! قرآن پاک، اسکی آیات، اسکے کلمات، اسکے حروف اور حروف پر اسکا زیر زبر اللہ نے ہر ایک کی حفاظت فرمائی۔ حتی کہ بہت بڑا مجمع ہو، بہت بڑی مجلس ہو رہی ہو، بڑے بڑے علماء بیٹھے ہوئے ہوں، لاکھوں آدمی ہوں اور انکے اندر ہر طرح کے طاقتور جو دنیا کے اعتبار سے لوگ اکٹھے ہو جائیں اور آپ وہاں کسی ایک کو قرآن پاک پڑھنے کے لئے بٹھا دیں اور وہ قرآن پاک پڑھنا شروع کرے اور کسی آیت کے اندر زیر کی جگہ زبر، زبر کی جگہ پیش پڑھ دے، ہمارا چھوٹا سا بچہ کھڑے ہو کر روک دیگا، آپ غلط پڑھ رہے ہیں۔ اللہ اکبر!

اندازہ لگائیے اللہ نے کیسی دولت عطا فرمائی، بچوں کے سینوں میں قرآن پاک محفوظ اور اسکے ساتھ ساتھ ہمیشہ سے اسکی حفاظت کے طریقے چلے آرہے ہیں، تو اندازہ لگائیے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک کو محفوظ فرمایا ہے تو جو قرآن کے دامن سے وابستہ ہوگا وہ محفوظ ہوگا، قرآن کی حفاظت کا وعدہ یہ ہے کہ اللہ نے قرآن والوں کی بھی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے جو

قرآن پاک کی حفاظت بھی ہے اور قرآن کی ساتھ قرآن والوں کی حفاظت بھی ہے۔ قرآن سیکھنے والے، قرآن پڑھنے والے، قرآن کا علم لینے والے قرآن پر عمل کرنے والے ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا ہے: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ یَرۡفَعُ بِھٰذَا الۡکِتَابِ اَقۡوَامًا وَّیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیۡنَ.

تو یہ ایسی کتاب ہے، اللہ نے اپنی یہ کتاب ایسی بابرکت و باعظمت بنائی ہے کہ اگر تمہیں عزّت ملے گی، تو اس کتاب سے اور اگر تم ذلیل ہوں گے تو اسی کتاب سے۔ بس یہ ہے خلاصہ۔ قومِ مسلم، مسلمان قوم، اُمتِ مسلمہ، اپنے نبی پر ایمان لانے والی قوم، اللہ نے اسکی خصوصیت یہ رکھی ہے کہ اسکی عزت اور ذلت کا مدار دنیا کی شکل ونقشوں میں نہیں رکھا۔ حکومت آجائے، وزارت آجائے، سلطنت آجائے، فوج آجائے، اور اسکے ساتھ ساتھ خزانے بھی آجائیں زمین وآسمان کے اور اس قوم کو عزت مل جائے۔ نہ، اس قوم کی عزت کا تعلق مال کی بقاء سے نہیں رکھا، اللہ نے اسکی عزت کا تعلق قرآن میں رکھا ہے۔ آپ اندازہ لگا لیجئے! اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجئے! جو باتیں ہمارے آقا ﷺ نے بیان کی ہیں بیشک ایمان بالغیب ہے، مگر آپ تو اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ سکتے ہیں، اللہ نے اسی ایمان بالغیب کو ایمان بالمشاہدہ بنادیا۔ دیکھ کر بھی آدمی ایمان نہ لائے اس سے بڑی محرومی وکمزوری کیا ہوگی، دیکھ کر تو جانور بھی ایمان لے آتا ہے جب جانور بھی یقین کرلے گا، جب اسے روٹی ڈالیے پاس آجائیگا اور لاٹھی دکھایئے بھاگ جائیگا۔ اصل ایمان یقیناً بغیر دیکھے ہے، مگر ہمارے آقا ﷺ نے قرآن پاک کے بارے میں جتنی باتیں بیان فرمائی ہیں، آج ہم سب انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنے نبی ﷺ کا معجزہ دیکھ رہے ہیں، چودہ سو سال پہلے حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمہیں عزت ملے گی تو قرآن سے۔

تو اب آپ اندازہ لگالیجیے کہ آج مسلمان قوم تمام قوموں کی تعداد کے اعتبار سے معمولی

نہیں ہے۔ ہمارے آقاﷺ کے زمانے میں تو مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی سی تھی۔ لاکھ دو لاکھ حضرت کے وصال تک لگا لیجئے، حضرت کے ساتھ آخری حج جو فرمایا صحابہ نے، مسلمانوں نے، اس زمانہ کے ایمان لانے والوں نے انکی تعداد ایک لاکھ پینتیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ پینتیس ہزار کے ساتھ اور لگا لیجئے۔ قبائل میں، علاقوں میں، حضرت پر ایمان لانے والے جو اس زمانے میں ہوں گے لاکھ دو لاکھ۔ ہر زمانہ میں تعداد بڑھ رہی ہے، اِس زمانہ میں مسلمانوں کی جو عالمی تعداد ہے اس تعداد کو آج لوگ بہت بڑی طاقت سمجھتے ہیں۔ آج کل دنیا میں بول بالا ووٹ کا ہے، جس کے ساتھ جتنی تعداد وہی غالب ہے، جس کا جتنا ووٹ اسکی اتنی ہی طاقت ہے۔ تو آج مسلمانوں کی تعداد ہر زمانے کی تعداد سے بہت زیادہ یعنی تقریباً ڈیڑھ ارب مسلمان روئے زمین پر موجود ہیں۔ کروڑ نہیں ؛ بلکہ ڈیڑھ سو کروڑ، ڈیڑھ سو کروڑ مسلمانوں کی تعداد آج روئے زمین پر ہے، تعداد میں کم نہیں۔ کبھی کسی زمانہ میں اتنی تعداد نہیں ہوئی، جتنی اب ہے۔ مال، دولت، گاڑی اور بنگلے جو طاقت آپکے اور ہمارے یہاں کہلاتی ہیں آج مسلمانوں کے پاس کتنی ہیں۔ پچاس ساٹھ مملکتیں اور ملک خالص اسلامی ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ دعویٰ کرتے ہیں، اسلامی ملکوں کی، اسلامی سربراہوں کی، اسلامی بادشاہوں کی، جو عالم میں اور علاقوں میں حکومتیں کر رہے ہیں انکی تعداد اس زمانے میں جتنی ہے چودہ سو سال میں کبھی نہیں ہوئی۔ اب انکے پاس کتنی فوجیں ہیں انکے پاس کتنے خزانے ہیں انکے پاس انکا بینک بیلنس کتنا ہے اندازہ لگائیے آپ۔ اب یہ باتیں جو ہو رہی ہیں یہ رلا دینے والی، غور و فکر کی ہیں تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ ہم اس دنیا میں کیوں آئے، اور ہمارے ایمان میں طاقت پیدا ہو۔ آج جو کچھ مسلمانوں کے پاس مال کی طاقتیں ہیں اور جو کچھ دولت ہے دوسری قومیں اسی سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ روس کے بینکوں میں اسلامی ملکوں کی اتنی دولت پڑی ہوئی ہے کہ روس کے ملک اس اسلامی

دولت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔مال کی طاقتوں کے اعتبار سے آج مسلمان سب سے آگے حکومتوں میں آگے، روپے پیسے میں آگے، جائیداد میں آگے، انکے علاقوں کو دیکھئے، ان کے ممالک کو، کہ اللہ نے ان کی زمین کی نیچے کالا سونا رکھا ہے، پٹرول اور ڈیزل اتنا رکھا ہے جو آج ساری دنیا میں چل رہا ہے۔اس سے زیادہ مالی طاقتیں ہوسکتی ہیں؟ اندازہ لگائیے! آج جتنا مسلمانوں کے پاس دنیاوی شکلوں ونقشوں کے اعتبار سے طاقت کا ایک مواد موجود ہے، اس اعتبار سے مسلمانوں کی کیا عزت کیا رفعت ہونی چاہیے؟ پھر تو مسلمانوں کو سب سے زیادہ بلند وبالا ہونا چاہیے؛ ارے بھائی جب ہر اعتبار سے یہ طاقت میں ہیں؛ لیکن آج کیا حال ہے، آج کا آپ کا بچہ بچہ جانتا ہے، قوم کا ایک ایک فرد جانتا ہے، پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ جاہل ہو کہ چودہ سو سال میں مسلمانوں کی اتنی پٹائی کبھی نہیں ہوئی جتنی اب ہو رہی ہے۔ اندازہ لگائیے! کیا بات ہے یہ ۔ظاہری وسائل سب ہیں؛ مگر پٹ رہا ہے مسلمان، یہ اسلامی سربراہان اور ملک کے بادشاہ جو خود دولت کی طاقتوں اور بل بوتوں پر بادشاہ بنے بیٹھے ہیں، اور ان کی طاقت ومال دنیا میں خرچ ہو رہا ہے، اور نہ معلوم انہوں نے کتنا مال ودولت دوسرے ملکوں کو دے رکھا ہے، ان کا حال یہ ہے کہ انکی ڈھائی تولہ کی زبان اسلام کے حق میں استعمال نہیں، یہ حال ہے طاقتوں کا۔

اسی وجہ سے ہمارے آقا ﷺ نے ہمارے اور آپ کے لئے ایک اصول متعین کر دیا۔ قیامت تک کے لئے۔ کہ یاد رکھو! تمہیں جب بھی عزت ملے گی قرآن سے ملے گی اور جب بھی ذلیل ہوں گے تو قرآن کو چھوڑنے کی وجہ سے ہوں گے۔

آج اُمت نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ کتنے بچے مکتب یا مدرسے میں آرہے ہیں، ننانوے نہیں کہیے؛ بلکہ نوسوننانوے فیصد بچے ہیں، ہزار میں سے ایک ہوگا، جو قرآن پڑھنے

والا ہے، اللہ ہمیں معاف فرمائے۔

یہ مکاتب، یہ مدارس اللہ نے جن حضرات اکابر کے برکتوں کے صدقہ طفیل میں قائم کیئے اور انکے بابرکت دامن سے وابستہ لوگ تھوڑی بہت تھوڑی بہت جو خدمات کر رہے ہیں یاد رکھئے دنیا کی بقاء، مسلمانوں کی عزت، مسلمانوں کی سر بلندی کا ذریعہ یہ مکاتب ہیں، یہ مدارس ہیں۔ بیشک اسکولوں میں کالجوں میں تعلیم کی اجازت ہے آپ کو پڑھنے کی، کیونکہ ضرورتِ دنیوی پوری کرنے کے لئے دنیا میں آئے ہیں۔ مگر ہمارے آقا ﷺ نے یہ بتلایا ہے کہ یاد رکھنا دنیا کی تعلیم سے ترقی نہیں ملے گی۔ تمہیں ترقی اگر ملے تو دینی تعلیم سے ملے گی۔ اور آج ہمارے ذہنوں سے یہ بات نکل گئی۔ سو فیصد نکل گئی۔ کہ مدرسہ میں اگر ہم بھیجیں گے ہماری اولاد ترقی نہیں کریگی۔ نبی کے بتائے ہوئے ارشادات کے خلاف ہماری زندگی ہو اور ہم دنیا میں سکون سے رہ لیں ایسا ممکن ہی نہیں۔ اللہ نے ہماری تمام ترقیات قرآن اور دینی تعلیم سے وابستہ کی ہیں۔ دنیاوی جتنی تعلیم ہے وہ تو محض ضرورت کو پوری کرنے کے لیے ہے، جیسے ڈاکٹروں کی ضرورت، انجینئروں کی ضرورت، افسروں کی ضرورت اور دنیا کے جو دوسرے کام کاج ہیں ان کے لیے دنیوی تعلیمات، بیشک انکی ضرورت اپنی جگہ ہے۔ مگر یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے ایک عالیشان گھر بنایا آپ نے اور عالیشان کمرے اس میں بنائے اور سب چیزیں مکمل کر لیجئے، مگر بیت الخلاء کے بغیر گھر مکمل نہیں اور اس سے زیادہ گھر کے اندر کوئی چیز ضروری نہیں۔ یہ اسکول کالجوں میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے گھر کے اندر بیت الخلاء کی ضرورت، جس کے بغیر گاڑی نہیں چلتی ؛ لیکن اگر عزت اور ذلت کا مدار رکھا جائے تو عزت اور ذلت بیت الخلاء میں آنے جانے سے نہیں، عزت بیڈروم میں بیٹھنے سے ملتی ہے اتنا بڑا فرق ہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ یہ مکتب (دینیات شیخ الہند) قائم ہوا، اور دیگر مکاتب بھی موجود ہیں، مگر یاد رکھئے اگر ہم اور آپ اللہ کے حکم کو ماننے والے بن جائیں اور ہمارے گھر کا ایک ایک بچہ قرآن پڑھنے والا بن جائے تو ایسے ایسے سو مکتب بھی بڈھا کھیڑہ میں کم ہیں اور ہمارا حال یہ ہے مدرسوں اور اس کی دیگر تمام چیزوں سے اپنے آپ کو بچانے کا کہ اگر تین چار مکتب قائم ہو جائیں تو لوگ ناراض ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ ہمارے حضرات اکابر نے ارشاد فرمایا کہ اخلاص کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ دین کی خدمت کرنے والے جتنے بھی ہو جائیں سب ہمارے ساتھی ہیں۔ سب ہمارے ساتھی ہیں، کیا فرمایا..... دیکھو دین کی خدمت کرنے والوں کو اپنا رفیق سمجھو، دس ہو جائیں اور دس دین کا کام کر رہے ہیں تو کہیں سبحان اللہ دین کا کام ہو رہا ہے اور بیس ہو جائیں تو کہیں سبحان اللہ اس سے زیادہ دین کا کام ہو رہا ہے۔

مسلمان قوم کے اندر تعلیم کا شوق نہیں ہے، دنیوی تعلیم ہو خواہ دینی تعلیم۔ ہمارے بچے سارا دن وقت ضائع کرتے پھرتے رہتے ہیں۔ سڑکوں پر کھڑے ہیں، اِدھر اُدھر گھوم رہے ہیں۔ گلیوں میں، دکانوں میں پھرتے رہتے ہیں۔ نہ جانے نعوذ باللہ! زندگی کیسی چل رہی ہے، نہ مدرسہ میں نہ اسکول میں۔ اور اگر تھوڑا بہت شوق ہوتا ہے ہمیں تو ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا بچہ اسکول میں پڑھے، ہاں جو بچہ اسکول سے بالکل ہی نکمہ، ناکارہ ہو، فیس دینے کے لیے پیسے نہ ہوں، دیگر اخراجات برداشت کرنے کی طاقت نہ ہو تو اسے مدرسہ میں بھیج دیتے ہیں، مولوی صاحب کے حوالے کر جاتے ہیں۔ یہ دینی تعلیم ہمارے آقا نے فرض فرمائی ہے فرض: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ دیکھو علم دین سیکھنا فرض ہے۔ نماز فرض، روزہ فرض۔ الحمد للہ! آپ حضرات نماز پڑھتے ہیں؛ لیکن اگر کوئی اور نماز نہ پڑھے تو آپ کتنا برا سمجھتے ہیں کہ یہ بے نمازی ہے اور ہمارے بچے دین کی تعلیم

حاصل نہیں کر رہے ہیں تو کوئی برانہیں سمجھتا، حالانکہ جیسے وہ فرض ہے یہ بھی فرض ہے، ان کا چھوڑنے والا گنہگار ہے اور دینی تعلیم کا چھوڑنے والا بھی گنہگار ہے مگر اس کو کوئی برائی نہیں سمجھتے۔

یہ مکاتب یہ مدارس چھوٹے ہیں۔ بڑے مدارس تک اللہ پہنچائے، اللہ تعالیٰ خوب ترقیات عطاء فرمائے؛ لیکن ہمارے اور آپکے بچوں کے بنیادی دینی خدمت کرنے والے یہ مکاتب ہی ہیں، ہمارا بچہ کلمہ پڑھے گا، نماز پڑھے گا، تو ایمان آئیگا۔ گاؤں میں بھی برکت ہوگی، گھر میں بھی برکت ہوگی، یہی بچے آگے چل کر دین والے بنیں گے۔ آگے چل کر انہیں کے اندر سے دین نکلے گا، اگر ہمارا یہ سارا علاقہ دین دار ہوگا تو انہیں بچوں کے ذریعہ سے ہوگا، جن مسجدوں کو آپ لاکھوں روپیوں سے تیار کر رہے ہیں، کل کو ان کو آباد کرنے والا اگر کوئی ہوا تو کون ہوگا؟ یہی بچے ہوں گے بڑے ہو کر۔

اور اگر ہم نے ان کو نہ نماز سکھائی، نہ قرآن پڑھایا، نہ دینی تعلیم دی، تو یہ کل کو مسجدیں کیسے آباد کریں گے؟۔ اس لئے ہمارے بزرگوں دوستوں نے، ہمارے لیے ہمارے اکابر نے ہمارے لئے یہ طریقہ زندگی اختیار کیا ابتدائی حصہ دین سکھلانے کا کہ ہمارا ہر ہر بچہ قرآن پڑھنے والا ہو۔ قرآن پڑھے گا، کلمہ سیکھے گا تو ایمان بنے گا۔ نماز پڑھے گا تو اس کے ساتھ ساتھ قرآن پڑھنے کی برکتیں مکتب میں بھی ہوں گی اور گھر میں بھی ہوں گی۔ بچہ گھر میں قرآن پڑھے گا تو اللہ کی رحمتیں آئیں گی۔ آج گھروں میں ٹی وی، گانا بجانا، آج گھروں میں اعمال کے اعتبار سے بالکل ہی بربادی ہے، گھر کو آباد کرتے ہیں ہمارے نیک اعمال، ہمارے بچے، گھر کی عورتیں، ہمارے بڑے ہمارے آقا ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا: فرض نماز مسجد میں پڑھو اور سنت گھر پر جا کے، تاکہ گھر بھی آباد رہے۔ اور گھر والوں کو بھی نماز آئے، اس کا ذوق وشوق پیدا ہو، آج ہمارے آپکے گھر کتنی مصیبتیں ہیں۔ بیماری الگ، مقدمات الگ، رشتہ داروں کے لڑائی وجھگڑے رہتے ہیں۔

زندگی وہ ہے جو ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ ہو۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۔ جولوگ ایمان والے ہیں، دین والے ہیں، اعمال والے ہیں، یاد رکھو! ہم انہیں کو پاکیزہ زندگی عطا فرماتے ہیں۔ ہم پاکیزہ زندگی کہیں اور تلاش کررہے ہیں، لیکن قرآن کہہ رہا ہے کہ پاکیزہ زندگی ان مکتبوں میں ہیں کہ جن کی ابھی کوئی آمدنی یا عمارت بھی نہیں ہے ، اور بہت سے پھونس کے چھپروں میں ہیں، اور نہ معلوم کہاں کہاں پر کیسے کیسے حالات وماحول میں دین کی خدمات انجام دے رہے ہیں، قرآن کہتا ہے: پاکیزہ اور مبارک زندگی اگر آپ کو پانی ہے تو وہ ان مکتبوں میں اور ان میں پڑھنے، پڑھانے والوں کو عطا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم ان مکاتب ومدارس کی قدر کریں، بچوں کو فائدہ اُٹھانے والا بنائیں اور خود بھی فائدہ اُٹھانے والے بنیں۔ پھر دیکھئے اللہ اپنی رحمتیں، وسعتیں کیسے نازل فرماتا ہے۔

یاد رکھئے! محفوظ کے دامن سے وابستہ ہو جانے میں ہی حفاظت ہے۔ ہماری اور آپکی حفاظت اللہ نے قرآن میں رکھی ہے۔ قرآن کے ساتھ اپنا تعلق قائم کریں، ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهٗ دنیا میں افضل ترین انسان وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ جائداد والے، بینک بیلنس والے، بڑے بڑے مکانات والے، یہ افضل ترین نہیں ہیں بلکہ افضل ترین وہ ہیں جو قرآن کی خدمت کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین.

حضرت والاؒ مظاہر علوم کے منصبِ اہتمام وانتظام پر:

اہلِ دل واہلِ فکر حضراتِ علماء وصلحاء کے مشورے اور اشارے پر ماہِ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ مطابق اگست ۱۹۹۲ء میں جامعہ مظاہر علوم کی مجلس شوریٰ نے آپ کی علمی، تدریسی

اور مضمر اعلیٰ انتظامی صلاحیت کا احساس کرتے ہوئے آپ کو بعہدۂ نائب ناظم اور پھر ربیع الاول ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۶ر اگست ۱۹۹۵ء میں بعہدۂ قائم مقام ناظم متعین کیا۔

بعد ازاں ایک سال بعد مزید ترقی دیتے ہوئے ۱۳ر ربیع الاول ۱۴۱۷ھ مطابق ۳۰ر جولائی ۱۹۹۶ء میں آپ کو جامعہ مظاہر علوم کا ناظم اعلیٰ منتخب ومقرر فرمایا۔ تادمِ وصال الحمد للہ آپ اسی عہدہ پر فائز تھے، ساتھ ہی ساتھ صحیح مسلم شریف وغیرہ کتبِ حدیث کے اسباق بھی پوری گھن گرج، آب وتاب علمی وروحانی شان وشوکت کے ساتھ جاری وساری تھے۔

بیعت وخلافت:

ظاہری علوم وفنون کی تکمیل اور تعلیم وتدریس کے ساتھ آپؒ کو اصلاحِ باطن کی بھی بڑی فکر تھی، لہٰذا اس سلسلہ میں حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے بیعت واصلاح کا تعلق اپنے استاذ محترم اور خسر مکرم حضرت اقدس شیخ مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے قائم کیا تھا، پھر حضرت اقدس شیخ کے وصال کے بعد صاحبزادۂ محترم حضرت مولانا پیر محمد طلحہ کاندھلویؒ سے منسلک ہوگئے اور انہیں سے رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ میں خلعتِ خلافت واجازت بیعت بھی حاصل ہوئی۔

خانقاہِ حضرت شیخ کی جانشینی:

مزید برآں حضرت شیخ رحمہ اللہ کے صاحبزادے اور جانشین حضرت مولانا پیر طلحہ کاندھلوی قدس سرہ کے سانحۂ ارتحال کے بعد سے مستقل آپؒ کی روحانی وعرفانی جانشینی وخلافت کے ساتھ عالمِ اسلام کی بافیض خانقاہِ حضرت شیخ (کچا گھر) کے بھی آپ ہی معتمد وامین اور روحِ رواں وساقی تھے۔

وفات حسرت آیات:

۲۸ر ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ، مطابق ۲۰ر جولائی ۲۰۲۰ء بروز پیر ہمارے لیے نہایت ہی

حرماں نصیبی کا دن ہے، کیونکہ اس دن میں حضرت نور اللہ مرقدہ اچانک بلڈ پریشر ہائی ہوجانے کے بہانے سے عاصی وطاغی اور سرکش ونافرمان دنیا سے رخ موڑ کر مولائے حقیقی کے پاس یہ کہتے ہوئے تشریف لے گئے۔

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت وغم اے ہم نفسو وہ خواب ہیں ہم

عزیزم حافظ محمد ذکی سلمہ سہارنپوری نے جب حضرت قدس سرہ کے سانحۂ ارتحال کی یہ صاعقہ بار خبر سنائی تو بادی النظر میں احقر کا گمان ہوا کہ یہ کوئی دیگر شخص ہوں گے، کیونکہ

گری ہے جس پہ اب بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو

لیکن جب ہر طرف سے اخبارِ متواتر موصول ہوتی رہیں، تو تھوڑی دیر کے لیے تو یہ فقیر دم بخود ہوگیا؛ لیکن پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کردیا

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وبشر الصّٰبرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون**، یعنی صبر کرنے والے بندوں کو خوش خبری سنا دیجیے جس کو اگر کوئی مصیبت یا صدمہ پہنچتا ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف پلٹنے والے ہیں، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، یہ مختصر سا جملہ ایک طرف بندگی وسرافگندگی، تسلیم ورضا، عجز ونیاز، اقرار واعتراف ، ایمان ویقین، صبر وشکیبائی کے اعلیٰ جذبات سے لبریز ہے تو دوسری طرف اپنے انجام کی فکر، اللہ کے دربار میں حاضری اور اس کی بارگاہ میں پیشی، آخرت کا استحضار اور موت کو یاد رکھنے کا عظیم درس دیتا ہے اور یاد دلاتا ہے کہ یہ وہ مراحل ہیں جو ہر انسان کو طے کرنے ہیں، آج ملک الموت فلاں کی موت کا

پروانہ لایا کل وہ ہماری موت کا حکم بھی لائے گا: ؎

موت سے کس کو رستگاری ہے   آج وہ کل ہماری باری ہے
کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں   بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

اور بقولِ ابوالعتاہیہ:

لدوا للموت وابنوا للخراب   فکلکم یصیر الی ذھاب
الا یاموت لم ار منک بدا   اتیت فلا تحیف ولا تحابی

ترجمہ: اولاد پیدا کرو مرنے کے لیے، اور عمارتیں بناؤ ویران ہونے کے لیے ،تمام لوگ زوال وفنا کی طرف رواں دواں ہیں، اے موت میں نے تجھ سے مفر نہیں پایا، تو اپنے مقررہ وقت پر آتی ہے، نہ کسی پر ظلم کرتی ہے نہ کسی کے ساتھ مداہنت برتتی ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک بڑا عبرت انگیز اور بصیرت افروز جملہ منقول ہے: **کل یوم یقال مات فلان وفلان، ولا بد من یوم یقال فیہ مات عمر**. ترجمہ: ہر روز اطلاع دی جاتی ہے کہ فلاں فلاں صاحب کا انتقال ہو گیا ہے، ایک دن وہ بھی آئے گا جب کہا جائے گا کہ عمر کا انتقال ہو گیا ہے۔

بہر حال! حضرت اقدس ناظم صاحب قدس سرہ کے اچانک اس طرح چلے جانے سے ایک بہت بڑا خلا واقع ہو گیا، ایک بہت بڑی جگہ خالی ہو گئی، ایک بہت عظیم خانقاہ سونی پڑ گئی۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی   ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا
اخیر میں بات بات پہ کہتا تھا جس کو جان   وہ شخص آخرش مجھے بے جان کر گیا

مجھے حضرت اقدس کی اس اچانک رحلت کا شدید غم ہے اور ہم حضرتؒ کے جمیع

اہل خانہ و متعلقین کے ساتھ ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں:

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کمانقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واھلا خیرا من اھلہ وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر ومن عذاب النار.

نمازِ جنازہ وتدفین:

نماز: ۲۸/ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ، مطابق ۲۰/جولائی ۲۰۲۰ء بروز پیر، بعد نمازِ عشاء مظاہر علوم دارِ جدید کے احاطہ میں دعوت وتبلیغ کی محنت کے ذمہ دارِ اعلیٰ حضرت جی مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی مدظلہ کی اقتدا میں ادا کی گئی، اور تدفین آبائی قبرستان، یعنی پرنس کالونی صفیہ مسجد کے قریب میں ہوئی۔

کون کہتا ہے کہ ناظم صاحب مر گئے ۔۔۔ درحقیقت وہ تو اپنے اصلی گھر گئے

ربِ کریم کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہوں کہ الٰہی! حضرت والاؒ کی بال بال مغفرت فرمائے، درجات عالی فرمائے، اپنا جوارِ خاص عطا فرمائے، جملہ پسماندگان، محبین ومعتقدین، متوسلین ومریدین اور تلامذہ کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے، اور حضرت کی اس اچانک رحلت سے جو خلا دنیا میں پیدا ہوا ہے، بالخصوص جامعہ مظاہر علوم میں ربِ کریم اس کو پُر فرمائے۔ آمین.

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

کتبہ العبد الاحقر: محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

خورشید منزل، متصل مسجد خانقاہ بڈھا کھیڑہ کا تلہ، ضلع سہارنپور، یو۔ پی، انڈیا

۲۹/ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ، مطابق ۲۱/جولائی ۲۰۲۰ء بروز سہ شنبہ بعد نمازِ عشاء

ﷺ

مفتیٔ یحییٰ کا تھا وہ لختِ دل روشن چراغ

منظوم تعزیت بروفات

استاذ الاساتذہ شیخ دوراں عارف کامل حضرت مولانا سید محمد سلمان مظاہریؒ ناظم اعلیٰ مظاہر علوم سہارنپور

ازقلم: .... محمد قاسم لوہاروی، محلّہ غلام اولیاء قصبہ گنگوہ، سہارنپور

شیخ زکریا کے گھر کا ہے یہ منظر دل نشیں — سچ تو یہ ہے دوستو، ہم نے کہیں دیکھا نہیں

شیخ کامل پیر و مرشد، تھے امیر کارواں — اور مظاہر کے وہ ناظم، نازشِ ہندوستاں

عاشقِ آقائے مدنی، ناظم مرحوم تھے — جانشینِ پیر طلحہ ، واقعی مرحوم تھے

مفتیٔ یحییٰ کا تھا وہ لختِ دل روشن چراغ — اہلِ دل، اہلِ نظر، اہلِ زباں، عالی دماغ

مرکزِ علم مظاہر کے وہ ناظم باوقار — اور تھے اسلامیانِ ہند کے وہ غم گسار

گلشنِ باغ مظاہر میں رہے باون سال — دور تھا ان کی نظامت کا بڑا ہی شاندار

بزمِ یعقوبی کا وہ درِ فشاں جاتا رہا — رہ گیا خالی چمن، جانِ چمن جاتا رہا

ہو گیا رحلت پہ ان کی اب زمانہ سوگوار — کی گئیں ہر سو دعائیں، ان کے حق میں بے شمار

بحرِ غم میں غرق ہو کر رہ گئے اہلِ چمن — ہو گیا ہر سمت اشکوں کا سمندر موجزن

عالمِ اسلام میں اک زلزلہ سا آ گیا — دینِ حق کا ترجماں تھا، موت سے ٹکرا گیا

ان کے دم سے تازہ دم تھا، اہلِ حق کا کارواں — طالبوں کو مل رہا تھا ان سے منزل کا نشان

مدرسے کا بار سر پر، اور اس کی دیکھ بھال — اس پہ مہمانوں کی کثرت، ان کا بھی رکھتا خیال

منصبِ کارِ نبوت کو نبھاتا صبح و شام — اپنے معمولات کا بھی کرتا پیہم التزام

آج اس کی ذات سے تھی ایک دنیا فیض یاب   فیض صحبت سے ہزاروں ہو رہے تھے کامیاب
ان کے دل میں جاگزیں تھی الفتِ مظہر علوم   جان و دل سے کر رہے تھے خدمتِ مظہر علوم
تھی بہاراں ان کے دم سے گلشنِ مظہر علوم   ان سے تھی دوچند شان و شوکتِ مظہر علوم
شخصیت ان کی مسلم ان کی ہستی مغتنم   کارنامے ان کے اچھے ذات ان کی محترم
تھی قیادت ان کو زیبا وہ رہے ہر دل عزیز   نازشِ اہلِ مظاہر کارنامے بے نظیر
صاحبِ فہم و ذکا، غیور و دانا و فہیم   ہوشمند و نیک طینت، پرتوِ خُلقِ عظیم
شیخ کے نقش قدم پر یہ رہے ہیں گامزن   دل پہ جو گذری ہماری کر دیا اس کو رقم
آج عثماں اور نعماں پر گرا کوہِ الم   فرطِ غم سے اب معاذ، ثوبان کی آنکھیں ہیں نم
اب عمر، احمد، حذیفہ، پر بھی ہو تو تیرا کرم   باعثِ رشکِ ارم ہو جائے ان کا رنج و غم
ہے دعا دل سے ہمارے اے خدائے لم یزل   کر عطا اہلِ چمن کو اس کا اب نعم البدل
گھر کے ہر خورد و کلاں کو کر عطا صبرِ جمیل   کر حفاظت روز و شب ان سب کی اے ربِ جلیل
حشر تک آباد ساقی کا یہ میخانہ رہے   روز و شب گردش میں قاسمؔ، جام و پیمانہ رہے

☆......☆......☆

سعدیہ دارالشفاء

سنگم پیلیس کے سامنے، ڈیپو والی گلی، کھاتہ کھیڑی، سہارنپور

معزز قارئین! آج کے دور میں ہر شخص کسی نہ کسی بیماری سے متاثر ہے، خاص کر پتھری کا مرض ہو چلا ہے، اسی لیے خلقِ خدا کی خدمت کی غرض سے ہمارے یہاں پت کی تھیلی اور گردے کی پتھری بنا آپریشن ان شاء اللہ صرف دوا کے ذریعہ ختم کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مردانہ و زنانہ کمزوریوں کا بھی تسلی بخش اور جلد علاج کیا جاتا ہے، بالخصوص لکوریا، گٹھیا بائے، بالوں کا جھڑنا، سفید ہونا، گنجاپن، ان چیزوں کا علاج اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے تسلی بخش دگارنٹی کے ساتھ کیا جاتا ہے، ایک بار ضرور خدمت کا موقع دیں۔ خیر اندیش: محمد سلمان سعیدی قاسمی، رابطہ نمبر:9897999269

ﷺ

ایک ضروری اعلان

آپ کو یہ جان کر یقیناً مسرت ہوگی کہ قوم وملت کا دینی پاسبان، اکابر ومشائخ، اہل علم ودانش کے معارف وحکم اور اربابِ تحریر کے گہربار قلم حقیقت رقم سے نکلے ہوئے علوم وفیوض کا علمی، دینی، دعوتی اور اصلاحی ترجمان سہ ماہی مجلّہ "ندائے مفتی" جامع العلوم والمعارف، عالم ربانی، عارف باللہ حضرت مولانا سید محمد سلمان مظاہری سہارنپوری قدس سرہ کی ہمہ جہت اور بابرکت حیات وخدمات، ان کے روشن کارناموں اور مفید وپُرحکم ملفوظات پر پرمحیط ایک خصوصی اشاعت کا اہتمام کررہا ہے۔

متعدد اصحابِ علم وفضل کا شدید اصرار ہے کہ زیرِ نظر تحریر تو ایک مختصر سوانحی خاکہ ہے ،حضرت ناظم صاحبؒ جیسی جامع الجہات شخصیت کے تفصیلی آثار وافکار سے ملت کو روشناس کرانے کی خاطر متذکرہ خصوصی اشاعت کا اہتمام وقت کی ناگزیر ضرورت بھی ہے اور ملی تقاضا بھی، خصوصاً اس لیے بھی کہ بزرگوں کے نقوشِ قدم پس آئندگان کے لیے چراغِ راہ ثابت ہوتے ہیں، جن سے سفرِ حیات میں روشنی ملتی ہے اور گم کردہ راہ بھی منزلِ مقصود پالیتا ہے۔

اور حضرت والاؒ کے استاذِ معظم فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسین اجراڑوی علیہ الرحمہ کا ملفوظ اس داعیہ کو مزید تقویت بخشتا ہے، فرمایا: "حضرات بزرگان دین اور خدا رسیدہ اہل اللہ کے حالات زندگی کا تذکرہ باعث خیر وبرکت ہے، مشہور ہے: **عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة** یہ حضرات عشق الٰہی اور اطاعت رسول کریم ﷺ کے بارے میں فنائیت کے ایسے مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ ان کی سوانح پڑھنے سے دین ودنیا میں فلاح وسعادت کی راہیں کھلتی ہیں، فکر آخرت پروان چڑھتی ہے اور انسان کو عملی جد وجہد کا درس ملتا ہے"۔

اس لیے آپ سے درخواست ہے کہ حضرت اقدس ناظم صاحب قدس اللہ اسرارہم کی کچھ باتیں، کچھ یادیں، اور کچھ ایسی ملاقاتیں جو پسماندگان بالخصوص نسلِ نو اور علماء وعزیز طلباء کے لیے مشعلِ راہ علم وعمل ثابت ہوں، ضرور قلمبند فرمایئے، تاکہ اس کو زینتِ خصوصی اشاعت بنا کر اُمت کے نفع کے لیے شائع کیا جا سکے، اللہ کرے جذبوں کی یہ سوغات دینی وعلمی حلقوں میں سندِ قبول سے سرفراز ہو اور اس کا افادہ عام وتام ہو۔ آمین وماذلک علی اللّٰہ بعزیز.

والسلام مع اُلوف الادب والاحترام

العارض: محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

مدیر عام: ندائے مفتی و **معتمد**: جامعہ عربیہ احسن العلوم، بڈھا کھیڑہ کا تلہ، ضلع سہارنپور، یو۔پی، انڈیا

ضروری گذارش: آپ اپنی یہ قیمتی نگارش ۲۹؍ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ تک کمپوز کرا کر ضرور مطلع فرمائیں، نیز رابطہ نمبر بھی ضرور شاملِ تحریر کریں۔ نوازش ہوگی.

ﷺ

قارئین کرام سے ایک ضروری اپیل

قـــــارئیـــن کـــــرام! بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ حضرات ایک عرصہ سے موقع بہ موقع "**دارالـمـطـالـعة**" کے زیرِاہتمام شائع ہونے والی مختلف اہم مہم مضامین پر مشتمل علمی، عملی، اصلاحی، تحقیقی فکری، اورانقلابی کتابوں سے مستفید ہوتے چلے آرہے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے ذوق وشوق کو بحال رکھتے ہوئے اس میں اضافہ فرمائے، اور "**دارالمطالعة**" کو مزید سرگرم عمل رہنے کی توفیق سے مالا مال رکھے، آمین۔

ایک اہم بات آپ حضرات کے گوش گزار یہ کرنی ہے کہ "**دارالمطالعة**" کوئی تجارتی ادارہ یا کتب خانہ نہیں ہے، اور نہ ہی اس کا کوئی مستقل فنڈ یا آمدنی کا ذریعہ ہے، بس چند احباب کے صرفِ زر وبذلِ ہمت ہی سے اس کے اخراجات کی کفالت ہوتی ہے، اور وہ بھی بہت محدود مقدار میں، جس کی بنا پر ہم کئی اہم علمی سوغات اور تحقیقی کتب آپ کی خدمت میں پیش کرنے سے قاصر ہیں، لہٰذا آپ حضرات سے اپیل ہے کہ "**دارُالـمـطـالـعة**" میں اپنی طرف سے اور اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کی نیت سے کتابیں شائع ہونے کے اسباب ووسائل مہیا فرما کر اور دینی کتابیں فراہم فرما کر اجر جزیل حاصل کریں۔

یا پھر ماہانہ تین سو(۳۰۰) روپئے کا ممبر اور خادم بن کر اس کارِ خیر میں ضرور حصہ داری کیجیے۔

﴿خوشخبری﴾

دارالـمـطـالـعة کے منصوبات میں ایک علمی واصلاحی سہ ماہی مجلہ اور آئینہ "الاحسن" کی اشاعت بھی ہے، ان شاء اللہ جلد ہی اس کی اشاعت کا سلسلہ بھی عمل میں آئے گا۔

ممبر بننے اور کتابوں کی اشاعت میں معاون بننے کے لیے رابطہ کریں:

(قاری) احمد نعیمی مظاهری نائب ناظم اعلیٰ "دارالمطالعة"

نعیمیہ لائبریری، خورشید منزل، متصل مسجدِ خانقاہ، بڈھاکھیڑہ کاتلہ، ضلع سہارنپور، یوپی، انڈیا

09897243116